رجسٹرڈ ایل۔ پی نمبر ۸۶۱

RGD - E.P. NO 861

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر: ملک صلاح الدین ایم۔ اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے ۶

فی پرچہ ۲ ۰/

تواریخ اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

جلد ۳ | ۲۸ تبلیغ ۱۳۳۳ ہش ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ ۲۸ فروری ۱۹۵۴ء | نمبر ۸

قرآن کریم کی بلند شان

قرآن خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے

جو لوگ شک کی سردیوں سے تھرتھراتے ہیں
اس آفتاب سے عجب دھوپ پاتے ہیں

دنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور و شر
سب قصہ گو ہیں نور نہیں ایک ذرہ بھر

پر یہ کلام نور خدا کو دکھاتا ہے
اس کی طرف نشانوں کے جلوے سے لاتا ہے

ہے دین وہی کہ صرف وہ اک قصہ گو نہیں
زندہ نشانوں سے ہے دکھاتا رہ یقیں

ہے دیں وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں
خود اپنی قدرتوں سے دکھا دے کہ ہے کہاں

(الاسلام مسیح موعود)

اخبار احمدیہ

مورخہ ۲۴ فروری۔ صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں:-

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لاہور سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اور جسم میں درد کے باعث حضور کی طبیعت ناساز ہے۔"

احباب اپنے مقدس آقا کی صحت کاملہ اور درازئ عمر کے لئے دعائیں فرماتے رہیں۔

کلکتہ کا ہنگامہ اور ایک اصلاحی اقدام کی ضرورت

چند ماہ پیشتر لکھنؤ میں یونیورسٹی یونین کے دستور کے متعلق طلباء نے ایسا ہنگامہ برپا کیا جس سے کئی روز تک تعلیمی ادارے اور دیگر کاروبار بند رہے۔ اور ملک کو ناقابلِ تلافی تعلیمی اور اقتصادی نقصان ہوا۔

اب حال ہی میں کلکتہ کے ثانوی سکولوں کے ۲۵ ہزار مدرسین نے ہڑتال کر دی اور متعدد دیگر جماعتوں کی حمایت سے حکومت و عوام کے درمیان ایک اچھے خاصے تصادم کی صورت پیدا ہو گئی۔ اور جب باوجود پوری سعی اور کوشش کے مقامی پولیس حالات پر قابو نہ پا سکی۔ تو مدد کے لئے فوج کو بلانا پڑا۔ اور اس طرح لازماً بعض آدمی ہلاک بھی ہوئے بعض زخمی اور بعض کو قید و بند کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں۔

اس قسم کے واقعات سے بہت رنج و افسوس ہوتا ہے۔ کہ ہم نے ملک کو آزاد تو کرا لیا مگر اس طریق کار کو اپنانے کی کوشش نہ کی جو آزاد شہریوں کے شایانِ شان ہے۔ افسوس ہے کلکتہ کے حالیہ ہنگامے مدرسین کی طرف سے شروع ہوئے۔ ہاں وہی گروہ جس کے زیر سایہ ملک و ملت کے نونہال تربیت پاتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کی ہر حرکت و سکون سادہ طبع شاگردوں کے ذہنوں پر کیسا برا نقش چھوڑے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ اساتذہ و طلبہ کے ایسے ہنگاموں کی بڑی وجہ موجودہ زمانہ میں نئے طرز کے طریقِ تعلیم کا رواج ہے۔ آج سکول یا کالج میں ایک استاد یا پروفیسر اپنے تئیں ایک مزدور سے کم حیثیت میں نہیں پاتا۔ وہ یہی خیال کرتا ہے۔ کہ میرے چند گھنٹوں کا معاوضہ مجھے چند روپوں کی صورت میں ملتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ نئی پود حقیقی علم و معرفت سے بالکل بے بہرہ ہو رہی ہے۔ اور طلبہ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ یہ پیٹ کا دھندا ہے۔ مدرسین کا ہم پر کوئی احسان نہیں۔ ہر شخص اپنی ضرورت اور احتیاج کو پورا کرنے کے لئے سب کچھ کرتا ہے۔ آخر ہم بھی تو فیس ادا کرتے ہیں۔ پھر استاد کا ہم پر احسان کیسا؟

بہرحال یہ وہ خیالات ہیں جو دونوں طرف برابر ذہنوں میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے اس امر کی کہ دونوں طرف کے خیالات کو بدلا جائے۔ اگر ایک طرف طلباء کے ذہن میں یہ بات راسخ کی جائے کہ تمہارے استاد تمہارے محسن ہیں۔ اور استاد یہ سمجھیں کہ ایک امانت ہے۔ جو ان کے سپرد کی گئی ہے۔ وہ اپنے قلیل گزاروں پر دلوں میں انقباض محسوس نہ کریں بلکہ قومی خدمت کا موقع پا کر اپنے اندر خوشی اور مسرت کے جذبات موجزن پائیں۔ اور یہ سمجھیں کہ مستقبل کی تعمیر انہیں کے ہاتھوں انجام کو پہنچنے والی ہے!

ایسے حالات میں خود حکومت کا فرض ہے۔ کہ وہ وقت کی نزاکت کو پہچانے اور حالات کا جائزہ لے تا ایسے اوچھے ہتھیاروں اور بے ضابطہ طریقوں کے استعمال کی نوبت ہی نہ آسکے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ اساتذہ کی عزت و وقار قائم کرنے کی تدابیر عمل میں لائے۔ اور ان کے گزاروں کو ایسے معیار پر لے آئے کہ وہ ہر قسم کے تفکرات سے فارغ البال ہو کر اپنے کام کی طرف توجہ کر سکیں۔

پس جب ایک طرف اساتذہ و طلبہ اپنے خیالات میں تبدیلی پیدا کر لیں گے۔ اور دوسری طرف حکومت عملی طور پر تسلی بخش قدم اٹھائے گی۔ تو ہر شخص دیکھ لے گا کہ نونہالانِ وطن کی تعلیم و تربیت کا کام کس طرح اطمینان اور سکون سے مفید طریق پر جاری ہوتا ہے۔ پھر نہ کسی ایجی ٹیشن کی ضرورت پیش آئے گی اور نہ ایسے ہنگامے برپا ہوں گے۔

ہمیں افسوس ہے کہ مدرسین نے اپنے مطالبات منوانے کے لئے نامناسب اور بے ضابطہ طریق اختیار کیا جس سے علاوہ مالی اور جانی اتلاف کے ملک کی اس قوت کو بھی شدید نقصان پہنچا جو اگر ملک کی تعمیر میں صرف ہوتی تو اس سے بہت ہی فائدہ پہنچتا۔ (محمد حفیظ)

جرمن زبان میں بھی قرآن مجید کے ترجمہ کی طباعت مکمل ہو گئی

انگریزی۔ سواحیلی اور ولندیزی ترجموں کے مابعد جماعت احمدیہ کی

ایک اور پیشکش!

جماعت احمدیہ کی طرف سے مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے ترجموں کا کام ایک عرصہ سے جاری ہے۔ اور اس وقت تک انگریزی ترجمہ قرآن مجید کا ایک حصہ اور سواحیلی اور ڈچ زبان میں مکمل ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ بعض دوسری زبانوں میں بھی ترجمے مکمل ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک شائع نہیں ہو سکے۔

اب حال ہی میں جناب شیخ ناصر احمد صاحب مبلغ اسلام متعین سوئٹزرلینڈ نے ۲۴ فروری کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ:-

"الحمد للہ قرآن مجید کے جرمن ترجمہ کی طباعت مکمل ہو گئی ہے۔"

قرآن مجید کے عربی متن کے ساتھ جرمن زبان کا ترجمہ احمدی مبلغین کی نگرانی میں جرمن ماہرینِ زبان کے تعاون سے بہترین خصوصیات کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خدا تعالیٰ نے آج سے ۶۸ سال پیشتر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو الہاماً یہ بشارت دی تھی۔ کہ آپ کے ایک فرزند کو جو آپ کے بعد آپ کا جانشین ہوگا۔ خدمتِ دین و قرآن کی غیر معمولی توفیق ملے گی۔ جس سے اس عظیم الشان بشارت کی غرض بایں طور پوری ہوگی۔ کہ

"تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو؟"

آج روئے زمین پر متعدد اسلامی جماعتیں قائم ہیں۔ اور بعض بڑی بڑی ریاستیں بھی اپنے تئیں اسلام کی طرف نسبت دیتی ہیں۔ مگر خدمتِ قرآن کی جو سعادت اس وقت جماعت احمدیہ کو اپنے مقدس امام کی ہدایت میں حاصل ہو رہی ہے۔ اس میں کوئی اسلامی جماعت یا ریاست مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اگرچہ نام نہاد "علماء" جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا بڑھ چڑھ کر فتوے دیتے ہیں۔ مگر محض بنیادوں پر اسلامی خدمت کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں پاتے سے

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

(م۔ ح)

وعدہ تحریک جدید

ہندوستان کی جماعتوں کو حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ خطبات بابت تحریک جدید اور فارم وعدہ ہائے تحریک جدید بھیجے جا چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک بہت سی جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات موصول نہیں ہوئے۔ وقت تھوڑا ہے احباب فوری طور پر اپنے وعدہ جات کی اطلاع مرکز میں بھجوا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔

خاکسار

وکیل المال تحریک جدید قادیان

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

نیک باتیں یاد رکھنے کا عجیب نسخہ

حدیث "صحیح بخاری" کا درس دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"ایک دفعہ میں نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ایک دوکان ہے۔ اور آپ اس کے مہتمم ہیں۔ مجھے فرمایا کہ تم بھی آٹا لے لو۔ تب آپ نے آٹا تول کر مجھے دیا۔ اور ڈنڈی کے پرے سے ترازو کے پلڑے کو جھاڑا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کوئی بات بتائی تھی جس سے اسے حدیثیں بہت یاد رہتی تھیں۔ فرمایا ہاں بتلائی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے بھی بتائیں فرمایا کان میں بتائیں گے۔ میں نے کان آگے کیا اور آپ نے اپنا منہ قریب کیا ہی تھا کہ مجھے ایک شخص نے نماز کے واسطے جگا دیا۔ میں نے یہ خواب حضرت مرزا صاحب کو سنائی۔ حضور نے فرمایا۔ کہ جو جگانے والا تھا۔ اس کے نام میں اس خواب کی تعبیر ہے۔ جگانے والے کا نام نور الدین تھا۔ مطلب یہ کہ دین کے نور بن جاؤ۔ احادیث پر عمل کرو تو خود بخود یاد رہیں گی۔ سو خدا تعالے کا فضل ہے۔ کہ مجھے اب حدیثوں کا اکثر حصہ یاد ہے۔"

(بدر بابت $\frac{1}{13}$ ۲ ص۱۳)

حضرت امام شافعی کو آپ کے استاد نے بھی یہی نسخہ بتایا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ:۔

شکوتُ الیٰ وکیعٍ سوءَ حفظی
فاوصانی الیٰ ترکِ المعاصی
لأنّ العلمَ نورٌ من اللہِ
ونورُ اللہ لا یعطی لعاصی

ترجمہ:۔ میں نے اپنے استاد حضرت وکیعؒ کے پاس اپنے حافظہ کی خرابی کی شکایت کی تو آپ نے "تاکیداً" فرمایا۔ کہ گناہ ترک کر دو۔ کیونکہ علم اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک نور کا نام ہے۔ اور نورِ الٰہی کسی گنہگار کو عطا نہیں ہوتا۔

احباب اس مجرب نسخہ کو استعمال میں لائیں اور "ربِّ زدنی علماً" کی دعا بھی کیا کریں۔

صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ کی قادیان میں تشریف آوری

آپ عنقریب تبلیغ اسلام کی غرض سے انڈونیشیا تشریف لیجا رہے ہیں

قادیان ۲۳ر فروری۔ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز مع بیگم صاحبہ مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے آج چار بجے کی گاڑی پاکستان سے تشریف لائے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب پیشوائی کے لئے امرتسر تشریف لے گئے۔ اور قادیان کے سٹیشن پر لوکل انجمن احمدیہ کے بعض ذمہ دار ارکان استقبال کے لئے حاضر تھے۔ احمدیہ محلہ میں جملہ درویشان کرام نے "اھلاً و سھلاً و مرحبا" و "اللہ اکبر" کے پُر خلوص نعروں سے استقبال کیا۔ صاحبزادہ صاحب نے تمام حاضرین کو مصافحہ اور معانقہ کا شرف بخشا اور مسجد مبارک و بیت الدعا میں دعا کرنے کے بعد الدار کے اُس حصہ میں تشریف لے گئے جہاں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب فروکش ہیں۔

آپ چند روز دارالامان میں قیام فرمانے کے بعد اپنے بعض اعزہ کی ملاقات کے لئے بھاگلپور بھی تشریف لے جاویں گے۔

اپنے دیگر بھائیوں اور بزرگان کی طرح آپ بھی خدمت دین کے لئے زندگی وقف کر چکے ہیں۔ اور اسی اپریل میں انڈونیشیا کا ویزا حاصل ہو جانے پر فریضۂ تبلیغ اسلام بجا لانے کی غرض سے مع اہل خانہ تشریف لے جاویں گے۔ وباللہ التوفیق۔

اگرچہ آپ بالکل نو عمر ہیں لیکن خدا کے فضل سے آپ پنجاب یونیورسٹی کے گریجوایٹ اور مولوی فاضل ہیں۔ علاوہ ازیں آپ جامعۃ المبشرین (احمدیہ مشنری کالج) ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔ اسی طرح دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد انڈونیشیا کی سرزمین میں اعلاء کلمۃ اللہ کی خدمت بجا لانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر میدان میں آپ کی نصرت و تائید فرمائے اور آپ کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ سعید روحوں کو رشد و ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(م-ح)

بُہتان پر صبر کرنا سب سے بڑا صبر ہے!

ذیل کی نظم حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اطال اللہ عمرھا کی ہے۔ جو محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی ایک کاپی پر حضرت ممدوحہ کے قلم سے بعنوانِ بالا درج ہے۔ آپ کے صاحبزادہ محترم نواب زادہ میاں مسعود احمد خاں صاحب سے دستیاب ہوئی ہے۔ (ایڈیٹر)

صبر ہر رنگ میں اچھا ہے پر اے مردِ عقیل
"غلط الزام" پہ ہو صبر تو ہے "صبرِ جمیل"

لوگ سمجھیں گے "تو سمجھیں" یہ خطا کا ہے ثبوت
تم سمجھ لو کہ ہے سو بات کی اک بات یہ سکوت

شعلہ جو دل میں بھڑکتا ہے دبا دو اس کو
جھوٹ پر آگ جو لگتی ہے بجھا دو اسکو

ضبط کی شان کچھ اس طرح نمایاں ہو جائے
آپ سے آپ ہی دشمن بھی ہراساں ہو جائے

آج جو تلخ ہے بیشک وہی کل شیریں ہے
سچ کسی نے ہے کہا "صبر کا پھل شیریں ہے"

کیا یہ بہتر نہیں مولا ترا ناصر ہو جائے
نامرادیٔ عدو خلق پہ ظاہر ہو جائے

صبر کر صبر کہ اللہ کی نصرت آئے
تیری کچلی ہوئی غیرت پہ وہ غیرت کھائے

وہ لڑے تیرے لئے اور تو آزاد رہے
خوب نکتہ ہے یہ اللہ کرے یاد رہے

لبِ خاموش کی خاطر ہی وہ لب کھولتا ہے
جب نہیں بولتا بندہ تو خدا بولتا ہے

فقط مبارکہ ۳ ربوہ ۱۹۵۳ء

مقامی خبریں

قادیان - ۲۰ر فروری - اس مبارک روز جس طرح قادیان کے مردوں نے مسجد اقصےٰ میں یوم مصلح موعود منایا اسی طرح بعد نماز ظہر احاطہ مرزا گل محمد میں مقامی لجنہ اماء اللہ کا جلسہ ہوا۔ اور اس پیشگوئی پر ممبرات نے تقریریں کیں اور مقامی مستورات کو اس نشان رحمت سے متعارف کرایا گیا۔

۲۴ر فروری - چار بجے کی گاڑی صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب مع بیگم صاحبہ کے پاکستان سے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔

اسی روز سوا دو بجے بعد دوپہر قادیان اور اس کے مضافات میں شدید ژالہ باری ہوئی اور اس قدر اولے پڑے کہ تمام مکانات کی چھتیں، سڑکیں کھیت بالکل سفید نظر آنے لگے اور یہ سلسلہ تقریباً دس منٹ تک جاری رہا۔ گندم اور چنے وغیرہ کی فصلوں کو شدید نقصان پہنچا۔

۲۴ر فروری عبد الحمید صاحب درویش نائب ناظر دفتر ...

مولوی بیت المال بغرض شادی قادیان سے اڑیسہ جا رہے ہیں۔ آج بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ان کے لئے الوداعی دعا ہوئی۔ اللہ تعالےٰ خیر و عافیت سے واپس لائے اور اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت بنائے۔ آمین۔

پر پر سکے جس پہ ایک روحانی جماعت کو پر کھا جاتا ہے!! فضل من مذکر! (م-ح)

جلد پتہ دیں

عزیزم محمد امین ولد محمد الدین صاحب ساکن جتیان ضلع گجرات ایک عرصہ سے لاپتہ ہیں۔ پہلے ضلع میانوالی میں پتہ چلا تھا مگر وہاں نہیں ہے۔ اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو جلد یہ دوستی میں ڈاکٹر مرزا محمد یوسف صاحب ایاز کے پاس پہنچ جاویں یا قادیان۔*

علماء کا وقار بالکل ختم ہو گیا

اخبار صدق جدید لکھنؤ ۱۹ر فروری ۵۷ئہ میں "تازہ تبصرہ" کے عنوان سے ایک مکتوب بایں الفاظ درج ہے:۔

"ایک مخلص اور سنجیدہ اسلامی کارکن کا مکتوب پنجاب (پاکستان) کے علاقہ سے:۔

"ہمارے ملک میں تو علماء دین کا جو تھوڑا بہت وقار تھا وہ قادیانی تحریک کے دوران میں بالکل ختم ہو گیا خصوصاً اس تحقیقاتی عدالت میں تو ان حضرات نے اپنے مبلغ علم اور فہم و نظر کا جو ثبوت دیا ہے۔ اسکے بعد تو شاید ہی دین کی کچھ قدر و منزلت ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ میں باقی رہ جائے۔ اب یہ فرض ہمارے مغربی تعلیم کے ماہر نوجوانوں کا ہے۔ کہ اسلام کو اس کے اعلےٰ خدوخال کے ساتھ دنیا سے معروف کرائیں۔"

ہمیں یقین ہے کہ ایسے مخلص اور سنجیدہ کارکن جس طرح علماء کی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا تجربہ کر چکے ہیں وہ "مغربی تعلیم کے ماہر نوجوانوں" کو بھی اس میدان میں تہیدست ہی پائیں گے۔ کیونکہ جس طرح اسلام کی ابتدائی ترقی ایک باخدا انسان کے ہاتھوں ہوئی سو آج اُس کی نشاۃ ثانیہ بھی خدا رسیدہ اور مامور من اللہ کے ذریعہ ہی مقدر ہے۔ کاش چشم بینا ان نشانوں کو ملاحظہ کرے۔ جو آسمان سے اس کی تائید کے لئے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور ان میاروں

بد... کے پتہ پر مجھے اطلاع دیں۔ اور اگر کسی اور دوست کو ان کا علم ہو تو از راہِ کرم مجھے خبر دیں ان سے نہایت ضروری کام ہے۔ خاکسار رسنا محمد اسحاق درویش قادیان۔

خطبہ جمعہ

قبولیتِ دُعا کے تازہ نشانات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے ایمان کو بڑھانے اور اسے تقویت دینے کے سامان عطا فرمائے ہیں

اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کو دیکھنے کے بعد بھی اپنے فرائض کو کما حقہ ادا نہیں کرتے تو یہ ہماری انتہائی بدقسمتی ہو گی

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ رجنوری ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کی صفات

جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں یا جو صفات احادیث سے ثابت ہوتی ہیں۔ وہ ساری کی ساری ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ اور لازم ہیں اور جوں جوں انسان ان صفات کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس کا دل ایمان اور یقین سے بھر جاتا ہے۔ ایک صفت تو خدا تعالیٰ کی ایسی ہوتی ہے۔ جو تمام بنی نوع انسان کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور ایک ایسی ہوتی ہے جس کا ظہور کسی انسان کے

خاص حالات کے ماتحت

ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ رزاق ہے۔ تمام دُنیا میں انسان کیا اور حیوان کیا اور نباتات کیا۔ تمام مخلوقات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے رزق کا کوئی نہ کوئی ذریعہ مقرر ہے اور اسے دیکھنے سے ہر انسان یہ سمجھتا ہے کہ

دُنیا میں کوئی رازق ہستی

موجود ہے۔ لیکن اگر کسی وقت کوئی شخص کسی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یا وہ کسی دُکھ میں پکڑا جاتا ہے۔ اور اس پر رزق کی تنگی وارد ہو جاتی ہے۔ اور وہ پھر خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تو میرے لئے رزق کی تنگی کو دور کر دے اور پھر وہ رزق کی تنگی دور ہو جاتی ہے۔ تو رازق تو خدا تعالیٰ پہلے بھی تھا اور رازق وہ اس وقت بھی تھا جب وہ دعا مانگ رہا تھا لیکن جب اس شخص کے لئے خدا تعالیٰ کی صفت رزاقیت ظاہر ہوتی ہے۔ تو اس کا ایمان پہلے کی نسبت بہت بڑھ جاتا ہے۔ پھر

ایک زائد یقین

اسے یہ حاصل ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ سننے والا بھی ہے۔ کیونکہ اگر وہ سننے والا نہ ہوتا تو اس کی دعا اس تک پہونچتی کیسے؟ پھر اسے یہ یقین بھی حاصل ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر مہربان بھی ہے کیونکہ اگر وہ اپنے بندوں پر مہربان نہ ہوتا تو اس کی دعا سنکر اس کے اندر یہ احساس کیوں پیدا ہوتا کہ میں وہ تکلیف دور کردوں پس ایک دُعا کے ساتھ

خدا تعالیٰ کی تین صفات

انسان پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کی صفت رزاقیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی صفت سمیع بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی صفت رحمانیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ یا مثلاً خدا تعالیٰ دنیا میں ہمیشہ لوگوں کے ہاں بچے پیدا کرتا ہے۔ وہ پہلے بھی بچے پیدا کرتا رہا ہے۔ اور اب بھی پیدا کر رہا ہے۔ اور

انسانی نسل

برابر ترقی کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اب لوگوں کو یہ وہم ہو رہا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ دنیا میں پیدا ہونے والا غلہ غذا کے لئے کافی نہیں ہوگا۔ اور بعض بیوقوفوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ نسل انسانی کو محدود رکھنا چاہیئے اور پیدائش کو روکنا چاہیئے۔ تا انسانوں کی تعداد اس حد تک نہ بڑھ جائے۔ کہ کسی وقت غذا کی قلت محسوس ہونے لگ جائے۔ لیکن باوجود اس

کثرتِ نسل

کے اور باوجود انسانوں کی اس قدر زیادتی کے کئی گھرانے ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے ہاں بچے پیدا نہیں ہوتے۔ اور وہ اولاد کو ترستے رہتے ہیں۔ ایک شخص کروڑپتی ہوتا ہے۔ لیکن اسے ایسا بچہ میسر نہیں آتا۔ جو اس کے بعد اس کی دولت کا وارث ہو لیکن دوسری طرف ایک فاقہ کش مزدور ہوتا ہے اس کے دس گیارہ بچے ہوتے ہیں اور ان کا پیٹ پالنے کے لئے بھی اسے روٹی میسر نہیں ہوتی۔ پس جہاں تک دنیا کا سوال ہے

خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت

ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اگر بعض افراد پر ان کے مخصوص حالات کے لحاظ سے ہم نظر ڈالیں۔ تو اس کی صفت خالقیت نظر نہیں آتی۔ وہ اولاد سے محروم ہوتے ہیں۔ اگر ایسا شخص جس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی بچہ دے دے۔ اور پھر اس کے ہاں بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اسے خدا تعالیٰ کی صفت خلق پر جو یقین پیدا ہوتا ہے۔ اور کسی شخص کو نہیں ہوتا اور پھر اسے صرف خدا تعالیٰ کی صفتِ خلق پر ہی یقین پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے اس کی

صفتِ سمیع

پر بھی یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ سمیع نہ ہوتا تو اس کی دعا سنتا کیسے؟ پھر اس کو خدا تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت پر بھی یقین ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ رحمٰن نہ ہوتا۔ تو اس شخص کی دعا سن لینے کے بعد دعا قبول کر لینے کا احساس اسے کیسے پیدا ہوتا۔ اور وہ خالقیت کی صفت کو ظاہر کیسے کرتا؟ ہم نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی

صفت خالقیت کے کئی نظارے

دیکھے ہیں۔ اس کی درجنوں بلکہ اس سے بھی زیادہ مثالیں ہوں گی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا یا میری دعا کے نتیجہ میں ایسے گھروں میں بچے پیدا ہوئے جن میں بظاہر اولاد پیدا ہونا ناممکن تھا۔ بعض لوگوں کی شادیوں پر بیس بیس سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا تھا۔ اور پھر بھی میری دعا سے ان کے ہاں اولاد پیدا ہوئی مثلاً قادیان میں ہی ایک ہندو تھا۔ وہ بہت مالدار تھا۔ قادیان اور بٹالہ کے درمیان اس کے یکے چلتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ ٹھیکیدار بھی تھا۔ اور تجارت بھی کرتا تھا۔ اس نے دو شادیاں کیں لیکن اسکے ہاں

اولاد نہ ہوئی

اس نے مجھے دعا کی تحریک کی۔ اور یہ نذر مانی کہ اگر خدا تعالیٰ نے اسے بچہ دے دیا تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کے کھانے کے لئے کچھ نذرانہ دے گا۔ ایک سال یا دو سال کے بعد جب اس کی شادی پر ۲۰ سال یا اس سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ میں اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی شخص نے مجھے بتایا کہ نیچے فلاں ہندو آیا ہوا ہے۔ اور وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نیچے آگیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک بکری تھی۔ اسی طرح ایک بوری آٹا اور کچھ گھی بھی تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی دعا سے

ایک بچہ دیا ہے

بچہ اور اس کی ماں کو سلام کرانے کے لئے میں یہاں لایا ہوں۔ اور یہ چیزیں لنگر خانہ کے لئے ہیں۔ آپ انہیں قبول فرمائیں۔ اس شخص کے ہاں بیس سال سے اولاد پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس نے مجھے دعا کی تحریک کی۔ اور میری دعا کے نتیجہ میں

خدا تعالیٰ نے اُسے بیٹا عطا کیا۔ ابھی اس جلسہ پر ایک عجیب نظارہ پیش آیا کہ ایک عورت لائلپور کی رہنے والی تھی۔ اور لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری تھی۔ وہ جب بھی ربوہ آتی مجھ سے کہتی۔ میرے ہاں اتنے عرصہ سے اولاد نہیں ہوئی

آپ دعا فرمائیں

کہ خدا تعالیٰ مجھے بھی اولاد دیدے۔ دو سال ہوئے میں نے اُسے کہا۔ تیری کب شادی ہوئی تھی۔ اس نے کہا بیس یا اکیس سال ہو گئے ہیں۔ کہ میری شادی ہوئی تھی۔ اور ابھی تک میرے ہاں اولاد نہیں ہوئی۔ میں نے اسے کہا۔ تو اب بوڑھی ہو چکی ہے۔ اب اولاد کا خیال جانے دو۔ پینتالیس یا پچاس سال کی تمہاری عمر ہو چکی ہے۔ اور بیس سال شادی پر گذر چکے ہیں۔ اب بھی کہتی ہو۔ دعا کرو دعا کرو۔ آخر یہ سلسلہ کب تک چلا جائے گا۔ اس عورت نے کہا۔ میں نے تو دعا کے لئے کہتے چلے جانا ہے۔ وہ عورت اچھی خاصی عمر کی تھی پینتالیس اور پچاس سال کے درمیان اس کی عمر تھی۔ اور بیس بائیس سال شادی پر گذر چکے تھے۔ ایک دن اسی جلسہ کے دنوں میں اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے دروازہ کھولا۔ تو اس نے مجھے اپنی بچی دکھائی۔ اور کہا۔ آپ تو کہتے تھے۔ کہ تمہاری شادی پر اتنا عرصہ گذر چکا ہے۔ اور عمر بھی زیادہ ہو چکی ہے اور دعا کے لئے کیوں کہتی ہو۔ اولاد کا خیال اب جانے دو۔ لیکن میں نے آپ کا پیچھا کیا اور دعا کی درخواست کرتی رہی۔ اور اب اللہ تعالیٰ نے

آپ کی دعا کے نتیجہ میں

یہ بچی عطا فرمائی ہے۔ ایسے موقعوں پر انسان کا یقین خدا تعالیٰ کی کئی صفات پر ہو جاتا ہے اس کا یقین صرف خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت پر ہی نہیں بڑھتا۔ بلکہ اس کی صفت سمیع اور رحیمیت پر بھی اس کا یقین ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ سمیع اور رحیم نہ ہوتا۔ تو وہ اس کی دعاؤں کو کیسے سنتا اور پھر دعاؤں کو سن کر اسے یہ احساس کیسے ہوتا کہ وہ بچہ دیدے۔ پھر یہ دعائیں بعض اوقات تو ایسے طور پر پوری ہو جاتی ہیں کہ ان کے نتیجہ میں

تقدیر مبرم بھی بدل جاتی ہے

اور تقدیر مبرم کے بدلنے کی یہ علامت ہوتی ہے۔ کہ اس کی شکل بدل جاتی ہے۔ وہ پوری بھی ہو جاتی ہے۔ اور انسان ان خطرات سے بھی بچ جاتا ہے۔ جو اسے لاحق ہونے والے ہوتے ہیں

سید عبد القادر صاحب جیلانی رح کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ ان کا ایک مرید تھا جس سے انہیں پیار تھا۔ اسے ایک عیسائی عورت سے محبت پیدا ہو گئی۔ اور اس کی محبت بڑھتی چلی گئی۔ سید عبد القادر صاحب جیلانی" دعا کرتے تھے کہ وہ کسی طرح اس ابتلاء سے بچ جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں معلوم ہوا۔ کہ وہ اس ابتلاء میں ضرور پھنسے گا۔ اور یہ تقدیر مبرم ہے۔ مگر پھر بھی آپ دعا کرتے رہے۔ آخر ایک دن وہ مرید تائب ہو کر آپ کے پاس آیا۔ اور اس نے کہا۔ آپ کی دعا پوری ہو گئی۔

سید عبد القادر صاحب جیلانی رح

نے دریافت کیا۔ کہ دعا کیسے پوری ہوئی؟ تو اس نے بتایا۔ کہ رویاء میں وہ عورت مجھ سے ملی۔ اور میں نے اس سے تعلقات بھی قائم کر لئے اس کے بعد جب میری آنکھ کھلی۔ تو مجھے اس سے نفرت پیدا ہو چکی تھی۔ اب دیکھو یہ ایک تقدیر مبرم تھی۔ اور اس نے ضرور پورا ہونا تھا۔ لیکن دعا کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے اُسے رویاء میں پورا کر دیا۔ اس طرح تقدیر مبرم بھی پوری ہو گئی۔ اور دعا بھی قبول ہو گئی۔ اور وہ شخص ان خطرات سے محفوظ ہو گیا۔ جو اسے آئندہ لاحق ہونے والے تھے۔ پس

تقدیر مبرم کی علامت

یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ پوری بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن دعا کے نتیجہ میں اس کی شکل بدل جاتی ہے۔ ۱۷ یا ۱۸ر نومبر ۱۹۵۳ء کی بات ہے۔ کہ

میں نے رویاء میں دیکھا

کہ میں ایک جگہ پر ہوں۔ میاں بشیر احمد صاحب اور درد صاحب میرے ساتھ ہیں۔ کسی شخص نے مجھے ایک لفافہ لا کر دیا۔ اور کہا۔ کہ یہ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کا ہے۔ میں نے اس لفافہ کو کھولے بغیر یہ محسوس کیا۔ کہ اس میں کسی عظیم الشان حادثے کی خبر ہے۔ جو چودھری صاحب کو موت کی شکل میں پیش آیا ہے۔ یا کوئی اور بڑا حادثہ ہے۔ میں نے درد صاحب سے کہا۔ لفافہ کو جلدی کھولو اور اس میں سے کاغذ نکالو۔ درد صاحب نے لفافہ کھولا۔ اس میں سے بہت سے کاغذ نکلنے آنے تھے۔ لیکن اصل بات جس کی خبر دی گئی تھی۔ نظر نہیں آتی تھی۔ آخر کار لفافہ میں صرف ایک دو کاغذ رہ گئے۔ لیکن اصل خبر کا پتہ نہ لگا۔ میاں بشیر احمد صاحب نے کہا۔ پتہ نہیں چودھری صاحب کے دماغ کو کیا ہو گیا ہے

وہ ایک اہم خبر لکھتے ہیں

لیکن اسے اچھی طرح بیان نہیں کرتے میں نے کہا۔ گھبراہٹ میں ایسا ہو ہی جاتا ہے۔ اس پر لفافہ میں دو کاغذ جو باقی رہ گئے تھے ان میں سے ایک کاغذ کو میں نے باہر کھینچا تو وہ ایک فہرست تھی۔ لیکن اصل واقعہ کا اس سے پتہ نہیں لگتا تھا۔ اس فہرست میں ایک نام سے پہلے ملک لکھا تھا۔ اور آخر میں محمدؐ لکھا تھا۔ درمیانی لفظ پڑھا نہیں جاتا تھا اس سے اتنا تو پتہ لگتا تھا۔ کہ واقعہ میں کوئی اہم خبر ہے۔ لیکن اصل واقعہ کا پتہ نہیں لگتا تھا۔ پھر لفافہ میں سے ایک ارغوانی کاغذ نکلا جو Tracing paper تھا۔ میں اُسے دیکھنے لگا۔ اور میں نے کہا یہ خبر ہے۔ جو چودھری صاحب نے ہم تک پہنچانی چاہی ہے۔ مگر بجائے کوئی واقعہ لکھنے کے اس کاغذ پر ایک لکیر کھچی ہوئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ہوائی جہاز ہے جو

مشرق سے مغرب کی طرف

جا رہا ہے۔ آگے جا کر وہ لکیر یکدم ایروز صورت میں نیچے آجاتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جہاز یکدم نیچے آ گیا ہے۔ اس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ رُکا ہے اور معاً Crashed کا لفظ میرے سامنے آتا ہے تو معاً سمندر میرے سامنے آ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ نیچے کچھ جزیرے ہیں۔ مجھے نیچے کی طرف عملاً سمندر نظر آتا ہے اس میں ہلکی ہلکی لہریں ہیں۔ میں خواب میں کہتا ہوں خدا کرے۔ کہ نہ معلوم چودھری صاحب کو تیرنا آتا ہے خدا کرے۔ اس

حادثہ کی خبر

معلوم کر کے کسی حکومت نے ہوائی جہاز یا کشتیاں بچانے کے لئے بھیجی ہوں۔ تاکہ چودھری صاحب اور دوسرے لوگ بچ جائیں

جب میں نے یہ رویاء دیکھی

اس وقت قریباً دو بجے رات کا وقت تھا۔ اس دن میری بیوی مریم صدیقہ کی باری تھی۔ اور وہ میرے پاس ہی دوسری چارپائی پر سوئی ہوئی تھیں۔ میں نے انہیں جگایا۔ اور کہا جلدی سے ایک خط لکھو۔ چنانچہ میں نے اسی وقت چودھری صاحب کو خط لکھوایا۔ اور تحریر کیا کہ وہ کچھ صدقہ دے دیں۔ فوراً بھی اور آتے ہوئے بھی۔ اور اسی مضمون کی ایک تار بھی دے دی۔ میں نے جب یہ رویاء دیکھی۔ تو چودھری صاحب امریکہ پہنچ چکے تھے۔ اور میں نے رویاء میں یہ نظارہ دیکھا تھا۔ کہ چودھری صاحب مشرق سے مغرب کو جا رہے ہیں۔ اگر وہ امریکہ سے پاکستان آ رہے ہوتے تو یہ سفر مشرق سے مغرب کو نہ ہوتا۔ بلکہ مغرب سے مشرق کو ہوگا۔ پھر میں نے رویاء میں یہ دیکھا تھا کہ چودھری صاحب خود ہی اس حادثہ کی خبر دے رہے ہیں۔ اور یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ کہ اگر اس حادثہ میں ان کی جان کا نقصان ہے۔ تو وہ اس کی خبر کیسے دے رہے ہیں۔ بہرحال میں نے اس

خواب کی تین تعبیریں

کیں۔ اول یہ کہ کوئی حادثہ چودھری صاحب کو سخت مہلک پیش آنے والا ہے۔ اور خدا تعالیٰ انہیں اس سے بچا لے گا۔ کیونکہ وہ خود اس حادثہ کے متعلق بھی خبر دے سکتے ہیں۔ جب وہ محفوظ ہوں دوسرے میں نے یہ تعبیر کی۔ کہ اس دن ملک غلام محمدؐ صاحب گورنر جنرل سفر پر روانہ ہو رہے تھے۔ شاید انہیں کوئی حادثہ پیش آ جائے۔ میں نے ملک اور محمدؐ کے الفاظ دیکھے تھے۔ بیچ میں ایک لفظ اور بھی تھا۔ جو پڑھا نہیں گیا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید اس سے

ملک غلام محمدؐ صاحب

مراد ہوں۔ کیونکہ ان کے نام سے پہلے بھی ملک اور آخر میں محمدؐ کا لفظ آتا ہے۔ اور چودھری صاحب کے دوست بھی ہیں۔ اور دوست کا صدمہ خود انسان کا اپنا صدمہ کہلاتا ہے۔ چنانچہ میں نے صبح انہیں تار دے دی۔ چونکہ وہ احمدی نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے یہ نہ لکھا۔ کہ میں نے رویاء دیکھی ہے بلکہ صرف یہ لکھا۔ کہ آپ سفر پر جا رہے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ اس سفر کے دوران میں آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ لیکن میرا تار پہنچنے سے پہلے ملک صاحب سفر پر روانہ ہو چکے تھے۔ وہ تار

قائم مقام گورنر جنرل کو ملا

اور انہوں نے خیال کیا۔ کہ یہ مبارکباد کی تار ہے چنانچہ ان کی طرف سے شکریہ کی چٹھی آ گئی۔ حالانکہ وہ تار اس رویاء کی بناء پر اصل گورنر جنرل صاحب کو دی گئی تھی۔ لیکن وہ ملی قائم مقام گورنر جنرل کو تیسرے چونکہ چودھری صاحب مغرب میں پہنچ چکے تھے اور پاکستان کی طرف سفر کرتے ہوئے انہوں نے مغرب سے مشرق کو آنا تھا۔ اور پھر اس حادثہ کی خبر بھی انہوں نے خود ہی دی تھی۔ اس لئے میں نے خیال کیا۔ کہ شاید اس سے یہ مراد ہو۔ کہ جو خاص کام مراکو وغیرہ کی خدمت کا وہ کر رہے ہیں۔ اس میں انہیں ناکامی ہو۔ بہرحال میں نے

ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کروادیا

اور چودھری صاحب کو بھی خط لکھا کہ وہ خود بھی صدقہ دے دیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی صدقہ دے دیا۔ اور ہم نے دعائیں جاری رکھیں۔ میں لاہور گیا۔ تو چودھری صاحب کی بیوی مجھے ملیں۔ میں نے انہیں بھی بتایا کہ میں نے اس قسم کی رویاء دیکھی ہے۔ چونکہ چودھری صاحب کی لڑکی بھی اس سفر میں ان کے ہمراہ تھی اس لئے ان کے لئے دوہرا صدمہ تھا۔ اس لئے انہوں نے بھی اس عرصہ میں روزانہ ایک ایک کر کے یا بعض دنوں میں دو دو کر کے ۱۱ بکرے صدقہ دیئے۔ چودھری صاحب خیریت سے کراچی پہنچ گئے۔ اور اس قسم کا کوئی حادثہ انہیں پیش نہ آیا۔ کراچی سے پنجاب آئے۔

تو یہ سفر بھی خیریت سے گزر گیا۔ لیکن جب کراچی واپس گئے۔ تو رستہ میں اس گاڑی کو جس میں چودھری صاحب سفر کر رہے تھے۔

خطرناک حادثہ پیش آیا

اور انڈین ریڈیو پر جب یہ خبر نشر ہوئی۔ تو اس کے متعلق crashed کا لفظ ہی استعمال کیا گیا۔ گاڑی پٹرول کے ڈبوں سے ٹکرا گئی۔ اور ایسا خطرناک حادثہ پیش آیا۔ کہ ایک احمدی دوست نے مجھے لکھا۔ کہ میں سمجھتا تھا کہ خدا تعالےٰ کا عذاب آگیا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں تھا۔ کہ اس میں کوئی اور احمدی بھی سفر کر رہا تھا۔ لیکن اس کے خط سے معلوم ہؤا۔ کہ وہ بھی اس ٹرین میں تھا۔ اور اس نے لکھا۔ کہ ہر وہ شخص جس نے اس نظارہ کو دیکھا ہے۔ وہ کہہ نہیں سکتا۔ کہ یہ حادثہ عذاب الٰہی نہیں تھا جس میں حال دونوں

گاڑیاں ٹکرا گئیں

اور جن ڈبوں کو خدا تعالےٰ نے آگ سے بچایا۔ انہیں پیچھے لایا گیا۔ جس جگہ پر یہ واقعہ ہؤا۔ چودھری صاحب کے خطبہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سے دس دس میل دور تک پکی سڑک نہیں ہے۔ صرف ریل کی سپڑی گزرتی ہے۔ اس لئے امداد کے لئے اس جگہ تک کوئی موٹر نہیں آسکتی تھی۔ اسی طرح وہ جگہ جزیرے کی طرح تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ رویا میں ہوائی جہاز کا دکھایا جانا اور واقعہ ریل میں ہونا اور پھر یہ گاڑی بھی مشرق سے مغرب کو جا رہی تھی۔ اسی طرح دوسری سب باتوں کا ہونا بتاتا ہے۔ کہ یہ ایک تقدیر مبرم تھی۔ لیکن خدا تعالےٰ نے

ہماری دعاؤں کو سن کر

اس حادثہ کو بجائے ہوائی جہاز کے ریل میں بدل دیا ہوائی جہاز میں ایسا حادثہ پیش آجائے۔ تو اس سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔ شاذ ہی کوئی شخص اس قسم کے حادثے سے بچتا ہے۔ لیکن یہی حادثہ ریل میں پیش آجائے۔ تو اس سے کسی انسان کا بچ جانا ممکن ہے۔ اور پھر وہ ریل مشرق سے مغرب کو جا رہی تھی جب میں نے اخبار میں وہ واقعہ پڑھا۔ تو میں نے محسوس کیا۔ کہ میری وہ خواب پوری ہو گئی ہے۔ میں نے میاں بشیر احمد صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ جن کو میں یہ خواب اسی وقت بتا چکا تھا۔ جب یہ خواب آئی تھی۔ انہوں نے بھی کہا۔ کہ واقعہ میں وہ خواب پوری ہوئی ہے۔ لیکن میں نے اخبار میں یہ واقعہ پڑھ کر چودھری صاحب کو یہ لکھنا پسند نہ کیا۔ کہ میری رویا پوری ہو گئی ہے۔ کیونکہ رویا میں انہوں نے پہلے اطلاع دی تھی۔ اس لئے میں نے یہی پسند کیا۔ کہ وہ اطلاع دیں گے۔ تو میں لکھوں گا۔ چنانچہ دوسرے دن چودھری صاحب کی تار آگئی۔ کہ آپکی

رویا پوری ہو گئی ہے

اور خدا تعالےٰ نے مجھے اس حادثہ سے بچا لیا ہے۔ یہاں صرف رویا کا سوال نہیں۔ کہ وہ پوری ہو گئی۔ بلکہ یہ ایک تقدیر مبرم تھی۔ جو دعاؤں سے بدل گئی۔ رویا میں خدا تعالےٰ نے مجھے ہوائی جہاز دکھایا تھا۔ لیکن وہ واقعہ اسی جہت میں اور اسی شکل میں ریل میں پورا ہؤا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسا ہونا تقدیر مبرم تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے کہا۔ پہلوان کی بات بھی پوری ہو جائے۔ اور اپنی بات بھی پوری ہو جائے۔ یہی واقعہ ہم ریل میں کرا دیتے ہیں۔ اس سے ہماری بات بھی پوری ہو جائے گی۔ اور ان کی دعا بھی قبول ہو جائے گی۔ پس یہ واقعہ ہمارے لئے

ازدیادِ یقین اور ایمان کا موجب ہے

کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری دعاؤں کی وجہ سے اپنی تقدیر مبرم کو بدل دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں بھی ایسا ہؤا۔ مثلاً نواب صاحب کا لڑکا عبدالرحیم بیمار ہو گیا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پتہ لگا کہ وہ اب بچ نہیں سکتا۔ اس پر آپ نے خاص طور پر اس کی صحت کے لئے دعا شروع فرما دی۔ اور اس دعا کے نتیجہ میں وہ بچ گیا۔ اسی طرح مبارک احمدؓ کے متعلق بھی آتا ہے۔ کہ جب اس کی نبضیں چھٹ گئیں تو آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ اور اللہ تعالےٰ نے اسے دوبارہ سانس دے دیا۔ پس

ریل کا یہ حادثہ

خدا تعالےٰ کی تقدیر مبرم پر دلالت کرتا ہے۔ اس نے ہماری دعاؤں صدقہ اور قربانی کی وجہ سے ایک ایسی تقدیر کو بدل دیا۔ جس کو عام حالات میں وہ بدلا نہیں کرتا پس اللہ تعالےٰ نے ہمیں اپنے ایمان کو بڑھانے اور اسے تقویت دینے کے کئی سامان عطا فرمائے ہیں۔ اگر ہم ان کے بعد بھی اپنے فرائض کو ادا نہیں کرتے اور سستی سے کام لیتے ہیں۔ تو یہ ہماری انتہائی بدقسمتی ہو گی۔ دنیا تو ابھی اندھیرے میں ہے۔ اور اسے پتہ نہیں کہ خدا ہے یا نہیں۔ اسے پتہ نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ بولتا ہے یا نہیں۔ اسے علم نہیں کہ

خدا تعالےٰ سچا ہے

یا نہیں۔ لیکن ہمارے لئے یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے۔ کہ نہ صرف یہ کہ وہ پہلے موجود تھا۔ نہ صرف یہ کہ پہلے سنتا تھا۔ اور بولتا تھا۔ بلکہ وہ ہمیں یہ دکھا رہا ہے۔ کہ میں اب بھی سنتا ہوں۔ میں اب بھی بولتا ہوں۔ اور اب بھی اپنے بندوں کی مدد کرتا ہوں۔ ان

انعامات کا شکریہ

ادا کرتے ہوئے ہمیں دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ ہمارے دلوں کے زنگ دُور کرے۔ کیونکہ اگر اس کے بعد بھی ہمارے دلوں میں قربانی کے لئے تنگی محسوس ہوتی ہے۔ ان میں انقباض پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ ہمارے دلوں کے زنگ کی وجہ سے ہے۔ اگر سورج نکلا ہؤا ہو۔ اور پھر بھی وہ کسی شخص کو نظر نہ آئے۔ تو صاف بات ہے۔ کہ اس کی آنکھیں خراب ہیں۔ اسی طرح اس قسم کے نشانات کے بعد بھی اگر ہمارے دلوں میں

خدا تعالےٰ کے متعلق احساس تقرب

پیدا نہیں ہوتا۔ اگر ہمارا دل خدا تعالےٰ کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ چیز تو موجود ہے۔ لیکن ہمارے اندر بیماری ہے۔ جیسے صفرا کی وجہ سے انسان میٹھی چیز کو بھی کڑوا محسوس کرتا ہے۔ یا موتیا کی وجہ سے آنکھوں کے ہوتے ہوئے نظر نہیں آتا۔ اسی طرح سارے سامان موجود ہونے کے باوجود ہم ان سے فائدہ اُٹھانے سے محروم ہیں۔ اور اس کا علاج بھی دعا ہی ہے۔ درحقیقت دعا پہلے بھی آجاتی ہے۔ اور بعد میں بھی آجاتی ہے۔ جب ایسی حالت پیدا ہو جائے۔ تو اس کا علاج بھی دعا ہی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کوئی بوڑھا آدمی تھا۔ وہ ایک طبیب کے پاس گیا۔ وہ اسی نوے سال کی عمر کا تھا۔ اس نے طبیب سے کہا۔ مجھے یہ بیماری ہے۔ اس کا کوئی علاج بتائیں۔ طبیب نے خیال کیا۔ کہ اب اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ اُس نے مریض سے کہا۔ یہ تو تقاضائے عمر ہے۔ اس مریض نے خیال کیا کہ باوجود اس کے کہ میں طبیب کے پاس کھڑا ہوں اور اُسے اپنی بیماری بھی بتا رہا ہوں۔ لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہؤا۔ تو شاید

اس کی وجہ یہ ہے

کہ میں اسے پوری طرح متوجہ نہیں کر سکا۔ اس نے پانچ سات اور بیماریاں بتا دیں۔ طبیب نے کہا۔ یہ بھی تقاضائے عمر ہے۔ جب طبیب کو پھر بھی توجہ نہ ہوئی۔ تو اس نے پانچ سات اور بیماریاں بیان کر دیں۔ اس پر بھی طبیب نے کہا۔ یہ بھی تقاضائے عمر ہے۔ اس پر مریض کو غصہ آگیا۔ اور اس نے کہا۔ تم بے ایمان اور خبیث انسان کو کس نے طبیب بنایا ہے۔ میں تمکو اس کر تا جا رہا ہوں۔ اور تم یہی کہے چلے جاتے ہو۔ کہ یہ سب تقاضائے عمر ہے۔ وہ طبیب دانا تھا۔ جب وہ مریض غصہ میں آگیا۔ تو اس نے کہا۔ یہ بھی تقاضائے عمر ہے۔ تو جس طرح اس طبیب نے تقاضائے عمر کو ہر جگہ چسپاں کیا تھا اسی طرح ہم اگر سوچیں اور غور کریں۔ تو ہمیں بھی ہر جگہ یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ

یہ موقع بھی دعا کا ہے

اگر پہلے موقع سے ہم نے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ تو اسی موقع سے ہی فائدہ اُٹھا لیں۔ کیونکہ جہاں دعا نشان دکھاتی ہے۔ وہاں نشان کے محسوس کرنے کا رستہ بھی دعا ہی کھولتی ہے۔ اور ہمارے ایمان کے رستہ میں جو روک ہو۔ اسے بھی دعا ہی دور کرتی ہے۔ پس ہمیں اس

مبارک زمانہ

سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ نے کھڑکیاں کھول دی ہیں اور اپنے تقرب کے رستہ کو آسان بنا دیا ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان ذرائع سے فائدہ اُٹھائیں۔ تاہم جو دنیا ان بھر کر ان کھڑکیوں سے گزریں۔ اور تاکہ ہم اس کی رحمت اور فضل سے مالا مال ہو جائیں۔ جس سے دوسری دنیا محروم ہو چکی ہے۔ (المصلح ۱۸ / تبلیغ ۱۳۳۶ ہش)

جلسہ تحریک جدید

قادیان - ۸ / فروری۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ خطبہ جمعہ کے مطابق قادیان میں زیر صدارت مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مسجد اقصےٰ میں جلسہ تحریک جدید منعقد کیا گیا۔ جس میں مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم وتربیت اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تحریک جدید میں شمولیت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے درویشان کو اس مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔ آخر میں صدر جلسہ نے بقایا داران کو اپنے ذمہ بقایا جات کی جلد ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ نیز تاکید فرمائی۔ کہ جن دوستوں نے اپنے وعدے نہیں لکھائے۔ وہ جلد لکھوا دیں۔ بالآخر دعا کے بعد جلسہ برخاست ہؤا۔

(سیکرٹری تحریک جدید قادیان)

قادیان میں جلسہ مصلح موعود

از چوہدری عبدالقدیر صاحب واقف زندگی قائمقام سیکرٹری تبلیغ قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئی دربارہ "مصلح موعود" پر روشنی ڈالنے کے لئے قادیان میں جلسہ مصلح موعود زیر صدارت محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت قادیان مورخہ ۲۰ فروری ۵۵ء شنبہ سوا نو بجے صبح مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کے بعد پہلے نمبر پر سید شہامت علی صاحب نے "پیشگوئی مصلح موعود کن حالات میں کی گئی اور اُس کا ظہور" کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے پیشگوئی کا مختصر پس منظر بیان کیا اور بعد میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی وہ الہامی عبارت پڑھ کر سنائی جس میں اُس عظیم الشان فرزند کے دیئے جانے کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ اور آخر پر آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں اِس پیشگوئی کے پورا ہونے کو ثابت کیا اور بتایا کہ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ہی اس نشان رحمت کے مصداق ہیں۔ دوسری تقریر جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت کی تھی۔ آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کی عبارت مظہر الحق والعلا کأنّ اللّٰہ نزل من السماء پر اپنے مخصوص انداز میں کافی روشنی ڈالی۔ اگرچہ آپ کی تقریر کا دوسرا حصہ حضرت مصلح موعود کے زمانہ میں عورتوں کی اصلاح اور تنظیم بھی تھا مگر قلت وقت کے باعث آپ کو اختصار سے کام لینا پڑا۔ پھر گیانی عبداللطیف صاحب نے حضرت مصلح موعود کی مدح میں اپنی پنجابی نظم پیش کی۔ بعدہٗ مولوی عبدالحق صاحب نے حضرت مصلح موعود کا شاندار کارنامہ "تحریک جدید" پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ سیدنا حضرت مصلح موعود نے الٰہی تحریک کی بناء پر نہایت مناسب وقت میں جماعت احمدیہ کو تحریک جدید کے مطالبات کی طرف متوجہ فرمایا۔ جس کے نتیجے میں آج تمام دنیا میں تبلیغ اسلام و احمدیت کا چرچا ہے اور آج روئے زمین پر کوئی ملک یا براعظم نہیں جہاں حضرت مصلح موعود کے خدام دین اسلام کا جھنڈا بلند نہیں کر رہے۔ اور حقیقت یہ ایسا کارنامہ ہے جس کا اعتراف خود دشمن کو بھی کرنا پڑا ہے۔

چوتھی تقریر مولوی محمد عمر علی صاحب نے حضرت مصلح موعود کا علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جانا پر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت اقدس کی خداداد علمی اور روحانی قابلیت بعض مثالوں کے ذریعہ سے واضح کی۔ اور بتایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے جب بھی کوئی دینی اور دنیاوی مسئلہ دریافت کیا جائے۔ تو حضور اس خوبی سے اُس کی رہنمائی فرماتے ہیں کہ اُس تک بڑے بڑے عالی دماغ بھی نہیں پہنچ سکتے۔ بڑے بڑے علمی مضامین پر آپ نے اپنی تقاریر میں اس طرح سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔ کہ فی الواقع آپ کے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

بعد میں مولوی بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت مصلح موعود کے زمانہ میں مردوں کی اصلاح اور تنظیم پر جامع طور پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ کس طرح حضرت مصلح موعود نے جماعت احمدیہ کے مردوں کو خدام۔ اطفال اور انصار کی مجالس میں منظم کر کے ہر ایک کے لئے الگ لائحہ عمل مقرر فرمایا ہے۔ جو ایک ساتھ جماعت کو ترقی کی شاہراہ پر لا کھڑا کرتا ہے۔

چھٹے نمبر پر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے "حضرت مصلح موعود کے زمانہ میں اشاعت اسلام کی ترقی" کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اولیٰ میں تکمیل شریعت ہوئی ایسے ہی حضورؐ کی بعثت ثانیہ میں تکمیل اشاعت کا کام بھی مقدر تھا۔ جس کے لئے آپؐ کے بروز کامل کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ اور خدا تعالیٰ نے آپ کو صداقت قرآن اور حقیقت دین اسلام کے لئے ایک عظیم الشان نشان "مصلح موعود" کی صورت میں دیا اور بتایا کہ اُس کے مبارک عہد میں دین اسلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ جاوے گی۔ سو خدا تعالیٰ کا یہ فضل اور اُس کا احسان ہے کہ اس مقدس امام کی قیادت میں آج روئے زمین کے ہر ملک میں یہ آواز بلند ہو رہی ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مصلح موعود کے عہد مبارک میں اشاعت اسلام کے وسیع پروگرام کو تیز سے تیز کرنے کے لئے مختلف اذکار کا ذکر کیا۔ اور بالآخر بتایا کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت کی توفیق بھی اس مبارک وجود کو ملی اور دنیا کے مختلف ممالک میں مساجد کی تعمیر کا کام بھی آپ ہی کے ہاتھوں جاری ہے۔ اور یہ ایسے کارنامے ہیں کہ مخالفین کو بھی اس کے اعتراف کے بغیر چارہ نہیں۔

ازاں بعد مولوی خورشید احمد صاحب نے پیشگوئی کے اُس حصہ کو واضح کیا جس میں حضرت مصلح موعود کو اسیروں کا رستگار، قوموں کو برکت دینے والا۔ تین کو چار کرنے والا بتایا گیا ہے۔

پھر خاکسار قائم مقام سیکرٹری تبلیغ نے حضرت مصلح موعود کی قبولیت دعا کے چند واقعات بیان کئے۔ جو احباب کرام کے ازدیاد ایمان کا باعث بنے۔

بالآخر صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں حضرت مصلح موعود کی قبولیت دعا کے ایسے واقعات بھی ذکر فرمائے جو خاص اُن کی ذات کے ساتھ تعلق رکھتے تھے اور دوستوں نے نہایت توجہ سے سنا۔ اور بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

فیشن پرستی کے خطرناک نتائج

مورخہ ۲۱ فروری کو چوہدری دلیپ سنگھ صاحب ڈی ایس پی امرتسر نے اخبار نویسوں کے سامنے شہر میں جرائم کی رفتار پر ریویو کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ:-

"سب لعنتوں سے بڑھ کر شہر میں عورتوں کی بدکاری کی لعنت ہے ..... شہر کی چار لاکھ کی آبادی میں ہزاروں عورتیں بدکاری کا شکار ہیں۔ بدکاری کے اس بڑھتے ہوئے رجحان کی وجوہات اقتصادی بیکاری اور کچھ دوسری بھی ہونگی۔ لیکن سب سے بڑی وجہ آمدنی کے ذرائع کی نسبت عورتوں میں بڑھتی ہوئی فیشن پرستی ہے۔ اپنے مردوں کی آمدنی سے جو فیشن پرست عورتیں فیشن کی ضرورت پوری نہیں کر سکتیں۔ وہ بعض اوقات ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بدکاری کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔"

(پرتاپ جالندھر ۲۳ فروری ۵۵ء شنبہ)

چوہدری صاحب نے بالکل بجا اور درست فرمایا ہے۔ مگر جب یہ بات ایک حقیقت بن کر بدنما صورت میں ہمارے سامنے آتی ہے۔ تو اُس کی طرف تمام اہل وطن کو فوری طور پر متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اور ایسے مؤثر اقدام پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ جس سے اس بڑھتے ہوئے رجحانات کا سدباب ہو سکے تا ہمارا ملک اس تباہی سے بچ جائے جس کے خطرناک دروازے کھل رہے ہیں۔ یہ کام حکومت نہیں کر سکتی اور نہ قوانین وضع کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ہر اہل خانہ اور ہر شریف گھرانہ اس پر سنجیدگی سے غور کرے اور اُن ذرائع کو عمل میں لانے کی کوشش کرے جو اس کی روک تھام کے لئے مفید اور کارآمد ہوں۔

ہمارے خیال میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر گھر اس بات کا تہیہ کرے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سادہ زندگی بسر کرے گا۔ اپنے اخراجات کو اپنی آمد سے بڑھانے کی قطعاً کوشش نہیں کرے گا۔ ہر باپ اپنے بچوں کے کان میں اس بات کو ڈالے اور ہر ماں اس امر کی تلقین اپنے لخت جگروں کو کرے۔ ہر بھائی اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کو اس کی نصیحت کرے اور سب ہی عملی میدان میں سادگی کا وہ نمونہ پیش کریں کہ بچے کے دماغ میں یہ بات اچھی طرح راسخ ہو جائے۔ اس طرح جب جاری سوسائٹی کے خیالات اس سانچے میں ڈھل جائیں گے تو لازماً وہ خطرناک نتائج بھی رونما نہ ہوں گے جو بھیانک صورت میں سامنے آ رہے ہیں۔

آج سے ۲۱ سال پیشتر حضرت امام جماعت احمدیہ نے زمانہ کی بڑھتی ہوئی خرابیوں کو دوربین نگاہ سے دیکھا اور اپنی جماعت کو ان سے بچانے کے لئے ایک لائحہ عمل تیار فرمایا۔ جس میں آپ نے اپنی جماعت کو سادہ زندگی اختیار کرنے کی خاص طور پر نصیحت فرمائی۔ اور اس بارہ میں خصوصیت سے عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"شہری لوگ لباس میں بڑی غلطیاں کرتے ہیں۔ اور اگر غلطی نہ ہو تو کبھی ضرورت سے زیادہ لباس پر خرچ کرتے ہیں.. حالانکہ لباس کی غرض یہ ہے کہ عریانی نہ ہو اور زینت ہو۔ لیکن عام طور پر لباس کے عام معنے زینت سے نکل کر فخر اور فیشن کی طرف چلے گئے ہیں۔ بہت سے لوگ دکھانے کے لئے کپڑے بناتے ہیں اُن کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ کسی کو یہ دکھائیں کہ تمہارے جیسا کوٹ ہم نے بھی بنا لیا ہے۔"

نیز آپ نے فرمایا:-

"جو عورتیں اس تحریک میں شامل ہوں وہ اپنے اوپر ایسی ہی پابندی کر لیں۔ کہ محض لپسند پر کپڑا نہ خریدیں گی۔ بلکہ ضرورت پر کپڑا لیں گی۔"

اسی طرح فرمایا۔ "جو عورتیں اس تحریک میں شامل ہوں وہ گوٹہ کناری اور فیتہ وغیرہ قطعاً نہ خریدیں۔ ..... اگر پہلا موجود ہو تو اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے مگر آئندہ سے خریدنا بند کر دیں۔ کپڑے خواہ کتنے گراں ہوں ایک عرصہ تک کام دے سکتے ہیں۔ مگر فیتے لباس پر صرف ٹانکے جاتے ہیں۔ اور ہر روز بدلے جا سکتے ہیں۔ اس لئے ہر نئے فیشن کو دیکھ کر عورتیں ریجھ جاتی ہیں۔ اور نیا فیتہ خرید کر پہلے فیتہ کی جگہ لگا لیتی ہیں۔ اور میرا تجربہ ہے۔ کہ کپڑوں پر اتنی قیمت نہیں لگتی جتنی کہ ایک فیشن پرست عورت کے فیتوں پر کیونکہ فیتے بدلتے جاتے ہیں....."

اسی طرح آپ نے نئے زیورات بنانے کی مخالفت فرمائی۔ اور فرمایا کہ

"درحقیقت زیور اقتصادی لحاظ سے ایک نہایت

(باقی صفحہ کالم نمبر ۲ پر)

سود کے متعلق قرآنی ممانعت

"پرتاب" کے ایک اعتراض کا جواب

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل انچارج جامعۃ المبشرین

"پرتاب" کی کسی گذشتہ اشاعت میں سود کے متعلق قرآنی ممانعت پر پھبتی اُڑاتے ہوئے یہ اعتراض کیا گیا تھا۔ کہ اگر قرآن کریم کے حکم کے مطابق سود روک دیا جائے۔ اور اسے لینا بند کر دیا جائے تو بنکوں کا سارا سسٹم ہی تباہ ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کا مدعا یہ بتانا تھا۔ کہ قرآن کریم موجودہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق نہیں اور وہ اس زمانہ میں ناقابل عمل ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔

افسوس ہے کہ معترض نے تصویر کا صرف ایک ہی رخ دیکھا ہے۔ اور دوسرے کو نظرانداز کر دیا ہے۔ اگر قومی تعصب کو بالائے طاق رکھ کر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سود کا لین دین ایک بہت بڑی لعنت ہے۔ جو دنیا کے گلے میں پڑی ہوئی ہے۔ اسے جتنی بھی جلدی اتارا جا سکے اتار پھینکنا چاہیئے۔ چونکہ سود جنگوں اور بد امنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس لئے جنگوں کا موجودہ سسٹم تباہ کیا جانا ضروری ہے۔ دنیا میں حقیقی امن تبھی قائم ہو سکتا ہے۔ اور تبھی لوگ شانتی سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ جب سود کو قطعی طور پر روک دیا جاوے۔ سود ہی جنگوں کا موجب بنا ہوا ہے۔ اگر آج حکومتوں کو سود ملنا بند ہو جائے۔ تو ساری دنیا میں امن قائم ہو جائے۔ اور جنگوں کا خطرہ دور ہو کر دنیا آرام کا سانس لینے کے قابل ہو جائے۔

سود جنگ برپا کرنے کا باعث ہے

یہ تو قرآن کریم کا کمال ہے کہ اس نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل پیشگوئی کرتے ہوئے دنیا کو متنبہ اور ہوشیار کر دیا کہ اگر تم سود سے باز نہ آؤ گے تو خدا تعالےٰ کی طرف اس کی سزا پانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جو جنگ کی صورت میں ظاہر ہوگی۔ چنانچہ اس بارہ میں قرآن کریم کے الفاظ یہ ہیں:۔ فاذنوا بحرب من اللہ۔ اگر سود سے باز نہ آؤ گے تو اللہ تعالےٰ تمہیں جنگوں کے ذریعہ سے تباہ کرے گا۔ اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے ومن عاد فاولٰئک اصحاب النار۔ کہ اگر ہماری اس ممانعت کے بعد بھی تم سود سے نہ رکو گے اور اُسے ترک نہ کرو گے۔ تو تمہیں آگ میں داخل کیا جائے گا۔ اور لمبا عرصہ تک اس میں مبتلا رہو گے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب سودی کاروبار انتہا کو پہنچ گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں سودی قوموں کو آگ کی جنگ میں دھکیل دیا۔ اور جب تک وہ اپنی اصلاح نہ کریں گے۔ اس آگ کی جنگ میں مبتلا رہیں گے

ساری دنیا جانتی ہے۔ کہ اس جنگ نے کیسے ہولناک اور دل ہلا دینے والے نتائج پیدا کئے اور کس قدر خطرناک اثرات اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔ پس سود کا ایک نتیجہ تو یہ نکلا کہ وہ دنیا کو جنگوں کے ذریعہ تباہ کرنے کا موجب ہوا۔ اگر سود نہ ہوتا دنیا اس طرح تباہ نہ ہوتی۔

کیا سود تجارتی ترقی کا ذریعہ ہے؟

سود کے جواز میں دوسری بات یہ کہی جاتی ہے۔ کہ سودی کاروبار تجارت اور اس کی ترقی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اگر یہ نہ ہو۔ تو دنیا کی تجارت بند ہو جائے۔ دنیا کی منڈیاں سرد پڑ جائیں۔ بنکوں کے ذریعہ جو ملکوں کی ترقی ہو رہی ہے۔ سب ختم ہو جائے۔ حالانکہ جب سود کا شدید نقصان ظاہر ہو گیا۔ جو اس کے عارضی فائدہ کے مقابلہ میں سخت خطرناک ہے۔ اور تجارتوں کو تباہ و برباد کرنے والا ہے۔ تو پھر اسے تجارت کا باعث کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ سود جنگوں کا باعث بن کر تجارت کو تباہ کر دیتا ہے۔ نیز جو لوگ سود کے ذریعہ سے تجارتیں کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ تجارتی ترقی کے لئے روک کا موجب ہے۔ بے شک اس کے ذریعہ سے فائدہ بھی ہوتا ہے۔ کہ دولت چند لوگوں کے پاس جمع ہو جاتی ہے۔ مگر اس کا نقصان فائدہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے ملک کا اکثر حصہ مفلس اور کنگال ہو جاتا۔ اس لئے اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ یہ کہنا کہ اس کے بغیر تجارتیں نہیں چل سکتیں درست نہیں مسلمانوں نے گزشتہ زمانہ میں تجارت کی ہے۔ اور بغیر سود کے کی ہے۔ اور دنیا جانتی ہے کہ ان کی تجارتوں کا کیا حال رہا ہے۔ واقعات بتاتے ہیں کہ سود کے بغیر بھی تجارت چل سکتی اور ترقی کر سکتی ہے۔ واقعات کی روشنی میں اگر اس کے متعلق تحقیق کی جاوے تو یہ ظاہر ہوگا کہ سود تجارت کو تباہ کرتا۔ بنکوں کو برباد کرتا اور تاجروں کا دیوالہ نکال دیتا ہے یہ سود کا دوسرا نقصان ہے۔ جو دنیا کے سامنے ہے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر اس سے آنکھیں بند کر لے۔ تو اس کا کوئی علاج نہیں پھر یہ بھی دیکھنے والی بات ہے۔ کہ تجارت کا اصل ذریعہ مال ہے یا ... بلکہ صنعت و حرفت زراعت اور دیگر پیداوار پر اس کا انحصار ہے۔

سود کے مزید نقصانات

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سود کے بعض اور نقصانات بھی ذکر کر دیئے جائیں۔

قرآن کریم نے لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ کہہ کر اس کی حرمت کی ایک وجہ یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ سود لگاتار بڑھتا رہتا ہے۔ اور پھر سود در سود کی صورت ہو کر اس کی ادائیگی مشکل ہو جاتی ہے۔ اس لئے وہ نہایت خطرناک اور دنیا کو تباہی کے گڑھے میں گرانے والا ہے۔ اسی طرح سود کھانے والوں کا دماغ آہستہ آہستہ تنزلی کی طرف چلا جاتا ہے۔ وہ اپنی آمدنی کی محفوظ صورت کی وجہ سے ایک ہی دھن میں لگا رہتا ہے۔ وہ محنت سے جی چرانے لگتا ہے۔ اور یہ چیز اس کی بے کاری کا باعث بن جاتی ہے۔ اس میں لالچ اور مال کی بے حد حرص بڑھ جاتی ہے۔ جو اسے نرا دنیا دار بنا دیتی ہے۔ جیسا کہ سود خور قوموں کا حال ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ سود کا ایک نقصان یہ ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے مال بعض مخصوص ہاتھوں میں چلا جاتا ہے۔ اور باقی دنیا اس سے فائدہ اُٹھانے سے محروم ہو جاتی ہے۔

سود سرمایہ داروں اور مزدوروں میں عداوت اور دشمنی کے جذبات پیدا کر دیتا اور محبت کو ختم کر دیتا ہے۔ سود خوروں کے قتل کی وارداتیں عام طور پر سننے میں آتی رہتی ہیں۔ جو اس عداوت کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ جو اندر ہی اندر پرورش پا رہی ہوتی ہے سود کمیونزم کے خیالات کا مؤید ہے۔ چونکہ وہ قانون قدرت کے صریح خلاف ہے۔ اس لئے یہ نظام عالم کو درہم برہم کرنے والا ہے۔ اور دنیا میں نہایت خطرناک فتنوں کا موجب بن رہا ہے۔

سود در سود ہو جانے کی وجہ سے انسان ہمیشہ پریشان حال رہتا ہے۔ اور آخر کار اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔ چونکہ یہ سخت پریشانی کا باعث ہے۔ اس لئے اس کے متعلق بھی اظہار خیال فرما کر قرآن کریم نے اسے ترک کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ فرماتا ہے۔ الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطٰن من المس (بقرہ)

کہ سود کا ایک نقصان یہ ہے کہ وہ پریشان کن ہے۔ اس کے نتیجہ میں انسان بالکل پاگلوں کی طرح ہو جاتا ہے۔ سود لینے اور دینے والے دونوں خبطی ہو جاتے ہیں۔ لینے والا دنیا کی محبت اور اس کی حرص لالچ اور طمع کی وجہ سے ... بن جاتا ہے۔ اور دینے والا زیر بار ہو کر بڑھتے ہوئے بوجھ کی وجہ سے مخبوط الحواس ہو جاتا ہے۔ اور ان دونوں کا نتیجہ اور انجام اچھا نہیں ہوتا غرضیکہ سود کے نقصانات بالکل واضح ہیں۔

بنک سسٹم ختم؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر سود کے اس قسم کے نقصانات کی وجہ سے اسے بند کر دیا جائے۔ تو تمام بنک جو سود پر چلتے ہیں بند ہو جائیں گے۔ اور دنیا کا کاروبار جو بنکوں کے ذریعہ چلتا ہے۔ ختم ہو جائے گا اور دنیا کے لئے سخت پریشانی ہوگی۔ کاروبار بند ہو کر ملک مفلسی کا شکار ہو جائے گا۔

سو اس کے لئے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب اسلام ایک طرف سے راستہ بند کرتا ہے جو دنیا کے لئے نقصان اور تباہی کا موجب ہے۔ تو ساتھ ہی ایسا راستہ بھی کھول دیتا ہے۔ جو سراسر رحمت اور برکت ہے۔ جس میں نہ کوئی پریشانی ہے اور نہ تباہی کا اندیشہ بلکہ سراسر کامیابی اور کامرانی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ سودی کاروبار بند کر دو اور تجارت کو فروغ دو۔ تجارت کے ذریعہ سے روپیہ صحیح مصرف میں آ کر بہت سے لوگوں کے لئے روزی کا سامان پیدا ہو جاتا ہے۔ تجارت کے ذریعہ ...... محنت کی عادت پڑتی ہے۔ بے کاری دور ہوتی ہے۔ تجارتی کاروبار سے تجربہ بڑھتا اور علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ مال کی محبت اور حرص صرف اسی قدر پیدا ہوگی۔ جس قدر محنت ہوگی۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اس پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کے پاس مال ہی نہ ہو۔ اور نہ سود پر روپیہ حاصل کیا جا سکے تو تجارت کس طرح ہوگی۔ یعنی اگر سرمایہ ہی نہ ہو یا ہو تو سہی مگر ناکافی ہو تو ظاہر ہے کہ ملکی تجارت نہیں چل سکتی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ افراد حصے ڈال کر روپیہ جمع کر کے کمپنیوں کی صورت میں مشترکہ تجارت کر سکتے ہیں۔ وہ تھوڑی تھوڑی رقم جمع کر کے تجارتی منڈیاں اور کارخانے جاری کر سکتے ہیں۔ اور اس سے سارے ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا نفع حصوں کے مطابق سب کو ملے گا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ چیز امن کا باعث ہوگی۔ کیونکہ جب سارے ملک کے افراد کا روپیہ حصص کی صورت میں جمع ہو کر فروغ دینے کا باعث ہوگا۔ تو اس کے ذریعہ سے جہاں تجارت ترقی کرے گی۔ اس سے ... فائدہ پہنچے گا۔ ... نہیں ... خوشحالی اور ... حاصل ہوگا

۔وہاں ملک میں امن پیدا کرنے کا بھی ذریعہ ۔۔ نہ امیر و غریب تنگ ہوں گے۔ نہ امیروں کے لئے پریشانی ہوگی۔ نہ ملک میں ہڑتالیں پیدا ہو کر بدامنی ہوگی۔ جب ملک کے لوگ یہ دیکھیں گے کہ تجارت میں ان کا اپنا بھی سرمایہ لگا ہوا ہے۔ تو وہ اس کے خلاف کبھی سٹرائیکیں نہ کریں گے۔ وہ تجارت کو اپنی تجارت سمجھیں گے۔ وہ کارخانوں کو اپنے کارخانے خیال کریں گے اب تو لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ مال سب امیروں دولت مندوں اور سرمایہ داروں کا لگا ہوا ہے۔ اور وہ ان کا خون چوس رہے ہیں۔ نفع سب ان کی جیبوں میں چلا جاتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے حقوق پورے نہ پاکر سٹرائیکیں کرتے ہیں۔ کارخانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ تجارتوں کو فیل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ سارے ملک کی اقتصادی بدحالی کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اپنے حصص کی صورت میں نہ صرف یہ کہ عوام کاروبار کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔ بلکہ اسے ترقی دینے کے لئے تدابیر سوچتے رہیں گے۔ اور اس طرح تجارت کو فروغ حاصل ہوگا۔ اور ملک میں امن پیدا ہوگا اور لوگ سکون کی زندگی گذار دیں گے۔

سود اور روزمرہ کی ضروریات

یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ سود کے ذریعہ سے لوگوں کی روزمرہ کی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ لوگوں کو سود پر روپیہ دینا بھی ان سے ہمدردی ہے۔ اگر سود پر روپیہ نہ مل سکے تو لوگوں کو اپنی اغراض و ضروریات زندگی پورا کرنا سخت دشوار ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ ضرورت کے وقت روپیہ نہ ملنے سے سخت دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ اور گھریلو کاروبار اور کام کاج بند ہو جاتے ہیں۔ شادی بیاہ وغیرہ رک جاتے ہیں۔ اس لئے سود کا لین دین ضروری ہے۔ مگر اسلام نے اس بارہ میں بھی بہت سے مفید طریقے بتائے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے ضروریات پوری کی جاسکتی ہیں۔

رہن باقبضہ

مثلاً اسلام نے رہن باقبضہ کا طریق بتایا ہے۔ اس سے دونوں کو فائدہ ہو جاتا ہے اور رقم اور چیز واپس ہو جاتی ہے۔ اور یہ صورت فائدہ مند اور بہتر ہے۔ سود کی صورت میں اصل زر خطرہ میں رہتا ہے۔ لیکن رہن کی صورت میں روپیہ حاصل کرکے کام بھی چلایا جاسکتا ہے۔ اور کسی فریق کو نقصان کا احتمال بھی نہیں رہتا اور ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے۔ رہن قبضہ میں جائداد منقولہ اور غیر منقولہ دونوں رکھی جاسکتی ہیں۔

دوسرا طریق ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اسلام نے بیع سلم کا رکھا ہے۔ مثلاً ایک زمیندار جس کی فصل ہے۔ اگر روپیہ حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ تو فصل سے حاصل ہونے والے غلہ کے متعلق کسی سے اس طرح سودا کرکے روپیہ حاصل کرسکتا ہے کہ اس فصل کا غلہ مقررہ نرخ پر غلہ نکلنے پر دینے کے لئے طے کرے۔ زمیندار کو اس طرح روپیہ حاصل ہو کر اس کی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ اور دوسرے کو آسانی سے غلہ مل سکے گا۔

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جو لوگ ان مذکورہ طریقوں سے فائدہ نہ اٹھا سکیں وہ اپنی ضرورت کس طرح پوری کریں اور کہاں سے روپیہ لیں اور کس طرح لیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر ان کے پاس کچھ بھی نہیں تو وہ روپیہ کیوں لیں۔ اگر وہ لے کر ادا نہیں کرسکتے۔ تو ان کے روپیہ لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر وہ محنت اور مزدوری اور ملازمت پیشہ لوگ ہیں۔ اور وہ اپنی وقتی ضرورت کے لئے روپیہ کے محتاج ہیں۔ تو اسلام نے حکم دیا ہے۔ کہ لوگ دیانتداری اور ایفاء عہد اور قرض کی بروقت ادائیگی کی عادت ڈالیں۔ اور روپیہ لے کر ہضم نہ کر جائیں تو ایسے لوگوں کو ان کے رشتہ داروں۔ دوستوں اور واقف کاروں اہل کاروں اہل محلہ اور اہل شہر سے قرض کے طور پر حسب ضرورت روپیہ مل سکتا ہے۔ جس کا سب کو تجربہ ہے۔ نیز اس کے لئے علیحدہ فنڈ بھی کھولا جاسکتا ہے۔ جس سے وقتاً فوقتاً سب کی ضروریات پوری کی جاسکیں۔ اس طرح پر صرف ایسے ہی لوگ باقی رہ جاتے ہیں جو جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ بھی نہیں رکھتے۔ اور نہ ان کی کوئی فصل ہوتی ہے اور وہ محنت مزدوری اور ملازمت سے لاچار اور بہت غریب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ سو ان کا سود پر روپیہ حاصل کرنا بے معنے ہے۔ جب وہ خود لاچار ہیں۔ کوئی صورت ادائیگی ان کے پاس نہیں وہ تو بجائے خود قابل امداد ہیں۔ پس ایسے نادار لوگوں کے لئے اسلام میں زکوٰۃ کا طریق جاری کیا گیا ہے۔

زکوٰۃ سرمایہ داروں سے جن کی دولت کے جمع کرنے اور کمانے میں دوسروں کا بھی ہاتھ ہوتا ہے۔ لی جاتی اور غرباء کو دی جاتی ہے۔ اس کے ذریعہ سے ان کی ضرورت بھی پوری ہو جاتی ہے۔ اور سرمایہ داروں کے خلاف ان کے دلوں میں جو جذبات عداوت ہر وقت موجزن رہتے ہیں دور ہو کر امن وصلح کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اسلام نے ان کی مدد کا یہ ایسا طریق جاری کر دیا ہے۔ کہ جس کا مقابلہ دنیا کا کوئی مذہب نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہ خالص مذہبی نظام ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ اسلام سے سبق حاصل کرکے کوئی اس قسم کا انتظام اپنے ہاں جاری کرلیں تو اور بات ہے۔

پھر زکوٰۃ فراہم ہونے کی صورت میں حکومت پر بھی کوئی بوجھ نہیں پڑتا۔ بلکہ ایک گونہ حکومت کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ کا سارا مال حکومت کے ذریعہ سے خرچ ہوتا ہے پھر زکوٰۃ کمیونزم پر ایک زبردست چوٹ ہے۔ اسلام نے اس کا علاج ساڑھے تیرہ سو سال سے بیان کر رکھا ہے۔ اور اس پر عمل کرکے دکھا دیا ہے۔ کاش لوگ اسلام کی ایسی اعلیٰ الشان تعلیم کو تعصب سے خالی ہو کر سوچیں اور اسے اختیار کرکے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور دنیا میں امن قائم کرنے کا باعث بنیں۔ علاوہ ازیں اسلام نے غرباء کی ضروریات کے لئے صدقہ وخیرات کا بھی حکم دیا ہے۔ اور اس کے لئے بھی پُرزور تحریک کی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ یہ چیز خدا تعالیٰ کے غضب کو دور کرنے کا باعث ہے۔ اگر لوگ یہ سمجھیں کہ خدا ہم پر ناراض ہے تو وہ یقیناً زیادہ سے زیادہ صدقہ خیرات کریں گے۔ اور اس طرح بھی ایک حد تک یہ چیز غرباء کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہوگی۔

امن و اتحاد کا علمبردار

اسلام دنیا میں امن اور اتحاد کا علمبردار ہے۔ وہ ہر ایسی چیز کو مٹانا چاہتا ہے جو بنی نوع انسان کے لئے مضرت رساں ہے۔ امن اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے ہمدردی اور سچی خیر خواہی کی ضرورت ہے۔ سو اسلام ان مفید جذبات کے ابھارنے کا حکم دیتا ہے۔ لیکن سود انسانی ہمدردی کے صریح خلاف ہے۔ سود کے ذریعہ سے ایک انسان اپنے بھائی کا خون چوستا رہتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ہمدردی اور محبت کا مادہ کم ہو کر خود غرضی پیدا ہو جاتی ہے۔ جو عداوت اور خونریزی کا باعث بن جاتی ہے۔ سود لینے والا نہیں کہہ سکتا کہ وہ دوسرے سے ہمدردی کر رہا ہے۔ بلکہ اسے دراصل اپنا فائدہ مدنظر ہوتا ہے۔ اسلام غریبوں کی ضروریات کا ہر طرح خیال رکھتا ہے۔ وہ ان سے سچی ہمدردی کرتا ہے۔ ان سے شفقت سے پیش آتا ہے اس نے ان کے لئے زکوٰۃ کا مال مقرر کر دیا ہے۔ جس کے ذریعہ سے ان کی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔ اور یہ مال کبھی بھی ان سے واپس نہیں لیا جاتا۔ اسلام یتیموں۔ بیکسوں اور غریبوں کے علاوہ اپنے رشتہ داروں اپنے ہموطنوں محلہ داروں۔ پڑوسیوں کی تکالیف کا خیال رکھنے اور ان میں شریک ہونے اور ان کے لئے مال خرچ کرنے کو نیکی اور خدا کی خوشنودی کا ذریعہ قرار دیتا ہے وہ باہر سے آنے والے غیر ملکیوں اور مسافروں کے حقوق اور ضروریات اور مشکلات کو دور کرنے کی بھی پُرزور تاکید فرماتا ہے۔

یہ وہ مفید چیزیں ہیں جن کی اسلام ہدایت دیتا ہے۔ اس نے بہتر سے بہتر طریق وتحریکیں جاری کی ہیں جن کے ذریعہ بنی نوع انسان کا فائدہ مدنظر رہتا ہے۔ یہ بھی حکم دیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص قرض سے مگر غربت کی وجہ سے وقت پر ادا نہ کرسکے تو سہولت تک اسے مہلت دیدی جائے۔ مگر ایک سود خور سے اس امر کی کبھی بھی توقع نہیں کی جاسکتی۔ پس یہ وہ باتیں ہیں۔ جو دنیا میں زیادہ سے زیادہ امن واتحاد پیدا کرنے اور محبت اور ہمدردی کو ترقی دینے والی ہیں۔ سود تو کبھی بھی دنیا میں امن پیدا کرنے کا باعث نہیں بن سکتا۔ اور نہ وہ محبت وہمدردی پیدا کرسکتا ہے بلکہ وہ محبت اور ہمدردی کا سخت دشمن ہے۔ افتراق اور اختلاف کا موجب ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ "یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات" کہ اللہ تعالیٰ سود کو جو ہمدردی کے لئے زہر ہلاہل ہے مٹانا اور صدقات یعنی زکوٰۃ وغیرہ کو رواج دینا اور بڑھانا چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ سچی ہمدردی اور شفقت علی الناس کا حقیقی ذریعہ ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس جگہ صدقہ سے مراد ہر قسم کے قومی فنڈز ہیں۔ جو اس کام کے لئے مفید ہوسکتے ہیں۔ ان میں زکوٰۃ۔ صدقہ وخیرات اور چندے شامل ہیں۔ جو دنیا کی بہتری کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ غرض اسلام نے وہ طریق اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جو سراسر بابرکت اور مفید ہے۔ اور کسی لحاظ سے بھی نقصان دہ نہیں۔ اور جو نقصان دہ طریق ہے اس سے روک دیا جاتا ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی تعلیم نہیں کرسکتی۔ اور نہ کوئی نظام اسکے سامنے ٹھہر سکتا ہے۔ اسلام نے احسان کا طریق جاری کیا اور اسکی تعلیم دی ہے نہ کہ ظلم کی۔ سود سراسر ظلم ہے۔ یہ دنیا میں طرح طرح کی خرابیاں اور بےچینیاں پیدا کرنے کا موجب ہے۔ قرآن کریم نے سود کے ترک کرنے کا صرف حکم ہی نہیں دیا اور نہ اسے ترک کرنے پر بلاوجہ مجبور ہی کیا ہے بلکہ اسکے ترک کرنے پر عقلی اور تجرباتی دلائل بھی پیش کئے ہیں۔ اور یہ ایسی خصوصیت اور خوبی ہے جو قرآن کریم کو دوسری کتب پر ایک نمایاں امتیاز فضیلت اور فوقیت دیتی ہے۔ دنیا کی کوئی اور الٰہی کتاب اس بارہ میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی اور نہ اس کے سامنے ٹھہر سکتی ہے۔

"جماعت احمدیہ"

(تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۵۳ء)

اس دنیا کی تاریخ کا خلاصہ صرف دو لفظ ہیں ظلمت اور نور۔

ظلمت سے مراد وہ زمانہ ہے جب بنی نوع آدم اخلاق کے ضابطہ سے آزاد ہو کر اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی شروع کر دیتے ہیں اور ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے جائز و ناجائز کی حد سے گزر کر وہ بھیانک اور مکروہ کام کرتے ہیں کہ انسانیت مارے شرم کے اپنا منہ چھپا لیتی ہے۔ دنیا میں ہر طرف ظلم و تعدی کا اندھیرا چھا جاتا ہے۔

نور سے مراد وہ زمانہ ہے جب خدا کے کسی پاک بندے کی راہ نمائی کی برکت سے پھر دنیا میں نیکی تقویٰ اور للٰہیت قائم ہو جاتی ہے۔ اور پاکبازی کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے کہ انسان اپنے خالق و مالک سے محبت شروع کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس محبت کی قدر کر کے تو ہوئے انسان کو تاریکی اور ظلمات سے باہر نکال دیتا ہے۔ گویا آیت اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ کے مطابق خدا تعالیٰ انسانوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔ اور نور کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اور انسان صحیح معنوں میں انسانیت کا جامہ پہن لیتا ہے۔ یہی دو چیزیں ہیں جو باری باری دنیا کے قلوب پر حکومت کرتی چلی آ رہی ہیں۔ کبھی ظلمت کا دور ہو جاتا ہے کبھی نور کا۔

روحانیت کا متلاشی

تاریخ مذاہب کا طالب علم اور روحانیت کا متلاشی ابتدائے آفرینش سے ان مختلف دوروں کا مطالعہ کرتا ہوا جب اُنیسویں صدی کے حالات پر پہنچتا ہے تو اسے دنیا کا ذرہ ذرہ تاریک نظر آتا ہے۔ وہ روحانیت کے حصول کے لئے مختلف مذاہب کے نمائندوں کے پاس پہنچتا ہے۔ لیکن اسے اکثر مذاہب کے چشمے خشک نظر آتے ہیں

پنڈتوں کا جواب

چنانچہ جب وہ روحانیت کی تلاش میں ہندوؤں کے پاس گیا تو ہندو پنڈتوں اور ودوانوں نے اس سے کہا۔ آج روحانیت دنیا سے ختم ہو چکی ہے۔ ادھرم کا دور دورہ ہے۔ انسان اپنے پرماتما کو بھول کر وہ برے کام کر رہا ہے۔ کہ جس سے انسانیت بھی شرما رہی ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہماری مذہبی کتابوں میں یہ لکھا تھا کہ زمانے پر ایسی حالت آنے والی ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

दम्भचार दुराचार [illegible]मात्र विहीनिका।
वेद विहीना द्विजा पीना शूद्रा सेवा प्रका-
सक॥

یعنی سنسار پر وہ سمے آنے والا ہے۔ کہ جب لوگوں کے آچار (اعمال) دوشٹ اور خراب ہو جائیں گے۔ لوگ ماتا اور پتا کی نندا کریں گے وید کی تعلیم سے کورے ہوں گے۔ برہمن جن کا کام ہی ویدوں کا پڑھنا اور پڑھانا مقرر ہے وہ بھی نیچ کاموں کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ اور بجائے اپنے فرائض کو پورا کرنے کے شودروں کی سیوا میں لگ جائیں گے۔

چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج پاپ جوبن پر ہے۔ ظالم مظلوموں پر ظلم کر رہے ہیں۔ دھرم کی آڑ میں ہزاروں پرکار کے اتیاچار ہو رہے ہیں دھرم کی کشتی منجدھار میں پھنسی ہوئی ہے۔ یہ باتیں سن کر حق کے متلاشی نے یہ کہا کہ تمہارے دھرم نے ان پاپوں کو دور کرنے کا کیا اپائے اور علاج بتایا ہے۔ تب ان نمائندوں نے کہا کہ آج تو دواپر یگ جیسے کرشن کی ضرورت ہے۔ جو دیش کی اس بھیانک اور خوفناک حالت کو سنبھال سکے۔ اس پر اس متلاشی حق نے ٹھنڈا سانس لیا اور پوچھا کہ کیا کرشن بھگوان کے آنے کی امید ہے؟ اور وہ کب ظاہر ہوں گے؟ جس کے جواب میں ان نمائندوں نے یہ کہا کہ ہماری دھرم پستکوں میں لکھا ہے کہ

جب جب ہوئے دھرم کی ہانی
باڑھیں اسرا دھم ابھمانی
تب تب پربھو دھری دودھ شریرا
ہرہیں کرپا ندھی سجن پیرا

اس کے مطابق ہمارا وشواش اور یقین ہے۔ کہ موجودہ تاریکی کو دور کرنے کے لئے کسی مہان شکتی کا ظہور ہوگا۔ اور بھگوان کرشن جی مہاراج نے بھی میدان جنگ میں ارجن کے سامنے ان الفاظ میں وعدہ کیا ہوا ہے کہ:۔

جب پار تھ گھٹتا دھرم بڑھتا پاپ ہے جگ میں بڑا
تب دھرم کے رکھشا رتھ میں اوتار لیتا رہے سدا
کر سادھوؤں کی بیان رکھشا پاپیوں کو مار کر
استھان کرتا دھرم کا یگ یگ سدا اوتار دھر

اس لئے ہمیں اس کے آنے کی امید ہے۔ لیکن ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کب ظاہر ہوں گے۔ اس لئے اس وقت تک کہ وہ ظاہر ہوں تم پرماتما سے یہ دعا کیا کرو۔

بنہ کلنک اوتار آ آ رے امام دو جہاں
منتظر ہیں ہم کہ کب ہوتا ہے تیرا ظہور
تو مسلمانوں کا مہدی تو نصاریٰ کا مسیح
تو شہ سکھان پستی تو شہنشاہ ظہور

سکھوں کا جواب

یہ جواب سن کر وہ سکھوں کے پاس گیا کیونکہ وہ تاریخ میں پڑھ چکا تھا کہ آج سے قریباً چار سو سال پہلے سرزمین پنجاب میں ایک نور ظاہر ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ شاید اس نور کی اتباع کرنے والوں کے پاس موجودہ تاریکی کا کچھ علاج ہو۔ اور وہ بتا سکیں کہ یہ پاپ دنیا سے کیونکر دور ہو سکتے ہیں۔ جب ان کے پاس پہنچا تو ان کے احوال کو دیکھ کر اس نے اندازہ لگایا کہ وہ توحید جس کا ڈنکا بابا نانک رحمۃ اللہ نے بجایا تھا وہ یہاں بھی گم ہوئی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور وہ نور جس کو حضرت بابا نانک لائے تھے وہ یہاں بھی دھندلا پڑ چکا ہے تاہم اپنی تسلی کے لئے اُس نے وہی سوال سکھوں کے سامنے بھی رکھا جو کہ اس سے قبل ہندوؤں کے سامنے رکھا تھا۔ سکھوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ آج دنیا میں بدکاری اور بدکرداری کا زور ہے۔ اور کیا ہندو اور کیا سکھ اور کیا مسلمان اپنے مذہب سے دور جا چکے ہیں۔ سکھ نمائندوں نے بتایا کہ ہماری پوتر پستکوں میں اس زمانہ کے آنے کی خبر ان الفاظ میں دی گئی ہے۔

دھند و کار جو ورتسی ہندو نہ مسلمان
رام رحیم نہ جانسن نہ کوکر سے کلام

یعنی ایسا بُرا زمانہ آنے والا ہے جب کہ ہندو اپنے دھرم کو چھوڑ کر رام کو بھول چکا ہوگا۔ اور مسلمان اپنے مذہب کو چھوڑ کر رحیم کا نام بھول چکا ہوگا۔ تب اس نے کہا یہ زمانہ تو ہمارے سامنے کا ہے۔ اب ان بدکاریوں کے دور کرنے کے لئے آپ کی دھرم پستکوں نے کیا بتایا ہے؟ سکھوں نے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے ایک گرو کے آنے کی پیشگوئی کی ہوئی ہے۔ اور جنم ساکھی میں اس کا ظہور بٹالہ کے پرگنہ میں بتایا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس دنیا کی اصلاح کے لئے ایک مرد کا چیلا آئے گا۔

اور مرد کے چیلے کے آنے کے نشان و علامتیں ہماری مذہبی کتابوں میں لکھی ہیں۔ وہ تو پوری ہو چکی ہیں۔ لیکن وہ مرد کا چیلا ابھی ظاہر نہیں ہوا اور یقین سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کب ظاہر ہو۔ وہ یہ مایوس کن جواب سن کر دل ہی دل میں کہنے لگا کہ بانی کی تو اس وقت ضرورت ہے۔ لیکن یہ ابھی انتظار میں بیٹھے ہیں۔ تب اس کو خیال ہوا کہ چلو مسیحی نمائندوں کے پاس چلیں۔ کیونکہ وہ بھی ایک ایسے انسان کے ماننے والے ہیں جو تاریکی کے وقت میں نور لے کر آیا تھا۔ شاید اس مقدس انسان نے اپنے ماننے والوں کو کچھ بتایا ہو اور موجودہ تاریکی کے دور کرنے کا کوئی سامان ان کے پاس ہو۔

عیسائیوں کا جواب

چنانچہ وہ عیسائیوں کے پاس پہنچا اور اپنا سوال ان کے سامنے رکھا۔ انہوں نے کہا بے شک دنیا کی حالت خراب ہو چکی ہے۔ اور انہوں نے بتایا کہ زمانے کی اس خرابی کا ذکر ان کی مذہبی کتاب انجیل میں ان الفاظ میں موجود ہے کہ:۔

"آخری زمانے میں برے دن آئیں گے کیونکہ آدمی خود غرض۔ زر دوست شیخی باز۔ مغرور۔ بدگو۔ ماں باپ کے نافرمان۔ ناشکر۔ ناپاک طبعی محبت سے خالی۔ سنگدل۔ تہمت لگانے والے۔ بے ضبط۔ تند مزاج۔ نیکی کے دشمن دغاباز۔ گھمنڈ کرنے والے۔ خدا کی نسبت عیش و عشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہوں گے"

(تمطاؤس ۲ باب ۳ آیت ۱ تا ۵)

آج یہ سب بداخلاقیاں دنیا میں موجود ہیں اور ان بداخلاقیوں کو دور کرنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام نے ہم سے اپنی دوبارہ آمد کا وعدہ کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ جب انسان خدا سے دور ہو کر ان سیاہ کاریوں میں مبتلا ہوگا تو میں آ کر نجات دلاؤں گا۔ یہ لفظ سن کر اس نے للچائی ہوئی نگاہوں سے ان نمائندوں کو دیکھا اور بڑی حسرت سے یہ پوچھا کہ وہ نجات دہندہ مسیح کب ظاہر ہوگا۔ تو انہوں نے یہ جواب دے کر اس کی امید کو ناامیدی سے بدل دیا کہ اس کے آنے کی ابھی کوئی خبر نہیں۔ علامات کے مطابق ان کے آنے کے بہت سے وقت مقرر کئے گئے۔ لیکن افسوس کہ ان مقررہ اوقات پر وہ نہیں آئے ہم ان کی انتظار میں ہی اپنے دن پورے کر رہے ہیں

عام مسلمانوں کے پاس رُوحانیت کی تلاش

جب اس نے یہ دیکھا کہ یہ بھی پہلوں کی طرح انتظار میں ہیں۔ تو اس نے ارادہ کیا کہ مسلمانوں کے پاس جا کر روحانیت کی تلاش کرے۔ شاید وہاں ان کی تاریکی کے بادلوں کے چھٹنے کا کوئی علاج ہو۔ کیونکہ وہ تاریخ میں پڑھ چکا تھا۔ کہ ساتویں صدی عیسوی میں ایک لمبے دورِ ظلمت کے بعد ایک حیرت انگیز روشنی ظاہر ہوئی تھی جس بے نظیر روشنی کا منبع سید الانبیاء محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات تھی اور اس نے تاریخ میں یہ بھی پڑھا تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے زمانہ میں جو اپنی بے راہ روی اور ظلمت کے لحاظ سے تسب تار سے مشابہت رکھتا تھا۔ شمع توحید بلند کی۔ اور اپنی ان تھک کوششوں سے خدا کے پرستاروں کی ایک ایسی جماعت

پیدا کر دی جس نے دنیا کے گوشے گوشے میں نور کی ضیاء پاشی کی۔ اور اس نور کے پھیلانے کے لئے اس جماعت نے نہ تلاطم خیز سمندروں کی پرواہ کی اور نہ مہیب صحراؤں سے خوف کھایا۔ نہ دن کے وقت تمازتِ آفتاب کی پرواہ کی نہ رات کے وقت اندھیروں سے ڈر محسوس کیا۔ بلکہ وہ اس زندگی بخش نور کو پھیلانے کے لئے ہمہ تن عمل بن گئی۔ اور ہر مشکل سے ٹکرا گئی اور اُفقِ عالم سے ظلمت و جہالت کے بادل دور کر کے ہر طرف نور ہی نور پھیلا دیا۔

مختلف فرقوں کا حال

وہ اپنے دل میں بڑی بھاری امیدیں لے کر مسلمانوں کے مختلف نمائندوں کے پاس گیا۔ جب وہ ادھر آیا تو اس نے یہاں فرقوں کا ایک طومار پایا۔ جو ایک دوسرے کے خلاف کفر بازی کے دنگل قائم کئے ہوئے تھے۔ تاہم اس نے ہر فرقہ کے سامنے اپنا مدعا رکھا۔ جملہ فرقوں کے نمائندگان نے یہ اعتراف کیا۔ کہ اس وقت مسلمان جس قدر تعلیم نبوی اور اخلاقِ حمیدہ و اسوۂ حسنہ سے بے بہرہ ہیں۔ اور شرک و کفر و نفاق و مظالم و معاصی میں گرفتار ہیں۔ شاید ہی کوئی اور ہو۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ شر و فساد۔ جھوٹ و فریب۔ دغا بازی۔ مکاری و فسام کاری۔ غرضیکہ ہر قسم کی برائی ہم مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ اور ہم کو تو صرف مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے۔ ورنہ ہمارے کام مسلمانوں کے نہیں (اخبار مدینہ) اور یہ تعجب کی بات نہیں کہ مسلمان خدا اور رسول کو بھول گئے۔ قرآن کریم کی تعلیم کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا۔ اور معاصی میں گرفتار ہو گئے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے یہ خبر دے دی تھی۔ کہ میری اُمت پر ایک ایسا وقت آئے گا جب کہ وہ خدا اور رسول کو چھوڑ کر معاصی میں گرفتار ہو گی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء (مشکوٰۃ)

(ترجمہ) لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے۔ جب اسلام صرف برائے نام دنیا میں باقی رہ جائے گا۔ قرآن مجید کا صرف نقش ہو گا۔ گویا اس کی تعلیم پر عمل نہ رہے گا۔ مسجدیں جو کہ روحانیت کو بڑھانے والی چیز ہیں انسانوں سے خالی ہوں گی اور علما کی عبادت ان میں بہت کم ہو گی۔ اور علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ کیونکہ وہی فتنوں کے بانی مبانی ہوں گے۔

اسی طرح فرمایا کہ میری امت یہود کی پیروی کرے گی۔ اور جس طرح وہ گمراہ ہو کر تاریکی میں چلے گئے۔ ایسا ہی میری اُمت کا حال ہو گا۔

وہ حق کا متلاشی انسان ان باتوں کو سن کر کہنے لگا۔ آخر اس تاریکی کے دور کرنے کا بھی کوئی طریق رسول خدا نے بیان فرمایا یا نہیں۔ اس کے جواب میں مسلمان نمائندوں نے کہا کہ وحی اور الہام کا دروازہ تو بند ہو چکا۔ نبوت رسول اللہ پر ختم ہو چکی۔ صرف ایک بات کا سہارا ہے اور وہ حضرت امام مہدی کی آمد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت ہلاک نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کے ابتداء میں میں ہوں اور آخر میں مسیح اور مہدی ہیں۔ اب ہم ان کی انتظار میں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں کے مطابق اس مہدی کے آنے کا زمانہ تیرھویں صدی کا آخیر تھا۔ لیکن اب تک کہ چودھویں صدی کے بھی ۷۰ سال گذر چکے ہیں ابھی تک امام مہدی نہیں آئے۔ ہم بھی یہ دعا کرتے ہیں۔ اور تم بھی یہ دعا کیا کرو۔ کہ:۔

بیا اے امام صداقت شعار
کہ بگذشت از حد ہمہ انتظار

ان مختلف مذاہب کے نمائندگان کی باتوں کو سن کر وہ دل ہی دل میں کہنے لگا

دل گیتی انا المسموم انا المسموم فریاد رس
خود نالاں ما عندی بمنزیاق و لا راق
چہ ملائی چہ درویشی چہ سلطانی چہ دربانی
ز دوغ کارسے جوید لباسہی

یعنی زمانہ پکار پکار کر فریاد کر رہا ہے کہ مجھ میں زہر سرایت کر گیا ہے۔ اور عقل نالاں ہے کہ میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔ ملاں ہوں یا درویش امیر ہو یا فقیر بھی اپنے کام جھوٹ اور دغا فریب سے نکالنا چاہتے ہیں۔

متلاشی حق کی مایوسی اور اس کا علاج

وہ بڑا مایوس ہوا۔ اور اس نے چاہا کہ اس دنیا کو چھوڑ کر جنگلوں میں چلا جائے۔ ویرانوں میں جا کر زندگی بسر کرے۔ شاید خدا ان جنگلوں اور ویرانوں میں اس کی روح کو سکون اور اطمینان دے دے۔ وہ ایسی خیالات میں ملتطاف اور پیچاں تھا۔ اس پر مایوسی ہی مایوسی طاری تھی۔ کہیں بھی کوئی شمع امید نظر نہ آتی تھی۔ کہ اچانک اس کو ایک کتاب ملی۔ اس کتاب کا نام "فتح اسلام" ہے۔ یہ کتاب قادیان کے رہنے والے ایک شخص مرزا غلام احمد صاحب کی تصنیف تھی۔ اس کتاب کو اس نے پڑھنا شروع کیا۔ ایک عبارت اس کے سامنے آئی۔ جس کو اس نے بار بار پڑھا۔ وہ عبارت کیا تھی۔ وہ اس کی مایوسی کو امید سے بدلنے والی ایک بجلی تھی۔ جس میں لکھا تھا۔

"اے دانشمندو! اس سے تعجب مت کرو کہ خدا نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی۔ اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرضِ اعلائے کلمہ اسلام و اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کی اصلاح کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ . . . . اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ وا بابگذ گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں۔ وہ وقت تم نے پا لیا اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔" (فتح اسلام)

اس عبارت کو پڑھ کر وہ بلیوں اچھل پڑا۔ اور اس نے کہا کہ آج میری مراد بھر آئی۔ میری مایوسی امید سے بدل گئی۔ کیونکہ خدا کا ایک انسان دنیا میں ظاہر ہو چکا ہے!! (باقی)

تصدیق

میں عبد الرحمن قادیانی (بھائی عبد الرحمن) تصدیق کرتا ہوں کہ مکرم و محترم جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ سابق امام مسجد لندن نے اور عزیزم مکرم مرزا برکت علی آف ابادان سابق امیر جماعتہائے ایران و عراق نے قادیان کے بعض مقامات مقدسہ کے فوٹوز کے اپنے اپنے تیار کردہ البموں پر مجھ سے تصدیقی دستخط کروائے ہیں۔ اور میں نے فوٹوز کی مختصر سی تشریح اور تاریخ عکس کے ساتھ عبد الرحمن قادیانی اور عبد الرحمن قادیانی بقلم خود ۵ و یکم فروری ۱۹۵۴ء یا ۲/۴/۵ ۱ نیز ۵۴-۲-۱ کی شکلوں میں دو تو البموں پر دستخط کئے ہیں۔

عبد الرحمن قادیانی

بقیہ صفحہ نمبر ۶

بڑی مضر چیز ہے۔ کیونکہ اس میں قوم کا روپیہ بغیر کسی فائدہ کے پھنس جاتا ہے. . . . . اس لئے زیورات کی کثرت بھی ناپسندیدہ امر ہے۔ ہاں عورت کی اس کمزوری کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ کہ وہ زیور کو پسند کرتی ہے . . . . اُسے تھوڑا سا زیور پہننے کی اجازت ہے"۔

آخر پر فرمایا:۔

"پس زیورات کے بنوانے میں جس قدر احتیاط کی جا سکے وہ نہ صرف امارت و غربت کا امتیاز دور کرنے کے لئے، نہ صرف مذہبی احکام کی تعمیل کرنے کے لئے بلکہ اپنے ملک کو ترقی دینے کے لئے بھی نہایت ضروری ہے"۔

(خطبہ جمعہ ۲۴ فروری ۱۹۳۸ء)

چنانچہ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ اپنے امام کی آواز پر لبیک کہہ کر آج سے ایک عرصہ پیشتر سادہ زندگی بسر کرنے کا عہد کر چکی ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہے۔ اور جب سے کبھی کوئی کمزوری سرزد ہو جاتی ہے۔ وہ بھی اپنے دل میں شرمندگی محسوس کرتے ہوئے آئندہ کے لئے اس کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ ہمارے اہل وطن بھی ان باتوں کو اپنائیں۔ اور ستی نے ان پر عمل پیرا ہو کر ان خطرناک نتائج سے دوچار ہونے سے امن میں رہیں!!

(محمد حفیظ بقا پوری)

انتقال

میری والدہ صاحبہ مکرمہ محترمہ لطیف النساء زوجہ اول سید علی احمد صاحب انبالوی و مولوی امام علی خان صاحب مرحوم کی صاحبزادی تھیں مورخہ ۱۴/۲/۵۷ کو بعد نے دس بجے شب سات یوم بیمار رہنے کے بعد بعارضہ فالج انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ اور صحابیہ تھیں۔ لہذا ان کی نعش کو ربوہ پہنچا کر مورخہ ۱۶/۲/۵۷ کو بعد نماز ظہر بہشتی مقبرہ "قطعہ خاص صحابہ" میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ بزرگان سلسلہ۔ درویش ن قادیان و جملہ احباب جماعت سے مرحومہ کی بلندی درجات کیلئے دعا کی درخواست ہے نیز یہ کہ خدا تعالیٰ ہم پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرما دے اور ہمارا حامی و ناصر ہو جماعتوں سے نماز جنازہ غائب ادا کرنے کی اپیل ہے۔

سید اعجاز احمد شاہ عفی عنہ انسپکٹر بیت المال ربوہ

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم سید ارشد علی صاحب آف لکھنؤ کو لقوہ کا حملہ ہوا۔ مگر اب قدرے افاقہ ہے۔ احباب سے کامل صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ ۲۔ سید نذر الدین صاحب سید محمد سرور شاہ صاحب ذو الفقار علی خان صاحب ساکنین سونگڑہ مختلف امتحانات میں شامل ہو رہے ہیں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۳۔ جماعت احمدیہ بمبئی کے بعض دوست مالی پریشانیوں میں مبتلا رہیں۔ احباب اُن کے حق میں کشائش کی صورت پیدا ہونیکے لئے دعا فرمائیں۔ (حضرت صاحب [illegible] جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ بمبئی)

رسالہ "البشریٰ" کے متعلق ارشاد

قرآن مجید نے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کہکر ہمارے ایک فطری جذبہ کی ترجمانی کی ہے۔ کہ انسان چاہتا ہے۔ کہ اپنے محسن کے احسان کا بدلہ نیک رنگ میں ادا کرے اور اگر محسن موجود نہ ہو تو اس کی اولاد یا قوم سے نیکی کا سلوک کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات صفات کے جس قدر احسانات ہم پر ہیں۔ یقیناً ہر احمدی کا قلب حضور کے لئے جذبات تشکر و امتنان سے پر ہے ان احسانات عظیم کے بدلے ادا کرنے کا ایک وہ طریق ہے کہ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۶ء کو جلسہ سالانہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"البشریٰ ایک نہایت ہی اہم رسالہ ہے۔ اور وہ اس علاقہ سے نکلتا ہے جس کے ہم پر اس قدر عظیم الشان احسانات ہیں کہ اگر ہماری کھال اُدھیڑ کر بھی اُن کے کپڑے بنا دئے جائیں تب بھی اُن کے احسانات کا بدلہ ہم نہیں اُتار سکتے۔ یہ عربوں کی قربانی ہی تھی۔ جس نے ہمیں اسلام سے روشناس کرایا۔ پس اگر ہم عرب کے لوگوں تک احمدیت پہنچا دیں۔ تو یہ ہمارا اُن پر کوئی احسان نہیں ہوگا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم اپنی تمام جائیدادیں عربوں کے لئے وقف کر دیں اور اپنے اموال ان کی خاطر قربان کر دیں۔ تب بھی اُن کا احسان نہیں اُتر سکتا۔ کیونکہ انہوں نے روحانی انعام سے ہمیں مالا مال کیا اور ہم جو کچھ دیں گے وہ جسمانی ہوگا۔ لیکن اب خدا نے ہمیں موقعہ دیا ہے۔ کہ ہم ان کو اس طرح روحانی انعامات سے بہرہ یاب کریں۔ جس طرح انہوں نے ہمیں روحانی انعامات دیئے۔ پس ہم ہی ایک ایسی جماعت ہیں جو اہلِ عرب کے احسانات اُتار سکتے ہیں۔ ان کے باپ دادوں نے ہم کو اسلام دیا اب ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں احمدیت سکھائیں اور اس طرح احسان کا بدلہ دیں۔ جو انہوں نے اسلام کی اشاعت کی صورت میں ہم پر کیا۔ پس خدا نے ہمیں احمدیت دے کر وہ ذریعہ عطا فرمایا ہے۔ جو کسی اور قوم کو حاصل نہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ان میں تبلیغ تیز کر دیں اور کم از کم اس رسالہ کی اشاعت کو بکثرت بڑھائیں جو اہلِ عرب میں تبلیغ کے لئے ہماری جماعت کی طرف سے شائع کیا جاتا ہے۔"

باوجود شدید گرانی کے یہ رسالہ باقاعدگی سے جاری ہے اور قابلِ قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ پتہ:- رسالہ "البشریٰ" جبل الکرمل۔ حیفا۔ اسرائیل۔

بقایا چندہ تحریک تعمیر چار دیواری بہشتی مقبرہ

احباب کو علم ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے بہشتی مقبرہ پختہ چار دیواری تعمیر کی جا رہی ہے۔ ہندوستان کی جماعتوں میں جب اس کار ثواب میں شمولیت کے لئے مرکز کی طرف سے تحریک کی گئی تھی۔ تو بہت سی جماعتوں اور صاحب حیثیت مخلص احباب نے اپنی استطاعت کے مطابق اس کے تعمیری اخراجات میں حصہ لیا۔ اور الحمد للہ کہ احباب جماعت کے تعاون سے اس وسیع چار دیواری کی تین اطراف میں ایک بلند پختہ دیوار تعمیر ہو چکی ہے۔ لیکن تاحال ایک طرف کی دیوار کی تعمیر باقی ہے۔ اور مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بہشتی مقبرہ کو محفوظ کرنے کے لئے چوتھی طرف بھی دیوار بنائی جانی ضروری ہے۔

اس لئے احباب جماعت کو مندرجہ بالا تفصیل سے اطلاع دیتے ہوئے انہیں یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ کہ تاحال اس مقدس تحریک کے وعدوں کی پوری وصولی نہیں ہوئی۔ اور بہت سے احباب کے ذمہ بقایا رقوم واجب الادا ہیں۔ لہذا احباب جماعت جنہوں نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر وعدے کئے ہیں۔ انہیں وعدوں کی ادائیگی اور دوسرے مخلصین کو بھی تحریک کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ذاتی منفعی کی طرف متوجہ ہوں۔ یقیناً اس نیک کام میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ سے اجر پائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا یہ کام پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ لہذا احباب جماعت ایک بار پھر اس تحریک میں حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔ اور باقی حصہ کی دیوار کو بھی مکمل کرنے میں مدد و معاون ہوں۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اس کار ثواب میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ولادتیں:- (۱) مکرم ضیاء الدین صاحب دانتس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ہبلی کے ہاں ماہ نومبر کو لڑکی تولد ہوئی جناب سید بشارت احمد صاحب نے عزیزہ کا نام نصرت جہاں بیگم تجویز فرمایا۔ اور ماہ دسمبر میں خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔ میری ایک خواب کی بناء پر جناب مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ نے عزیز کا نام مبشر احمد تجویز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نومولودین کو لمبی عمر عطا فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔ (حضرت صاحب منڈا شکر جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ہبلی)

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد تیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔" حضور فرماتے ہیں "تمہیں اپنی کمزوری کے اوقات میں کئی دفعہ خیال آتا ہوگا۔ کہ فلاں نے کیا اچھا مکان بنا لیا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارا کوئی مکان نہیں۔ یا اگر تمہارے ہمسائے نے کوئی اچھا سا کمرہ بنا لیا ہے۔ تو تم سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارا بھی کوئی ایسا ہی کمرہ بن جائے۔ تو کیا اچھا ہوگا مگر وہ تو تمہاری محض خواہشات ہوتی ہیں۔ اور یہ وہ وعدہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی معرفت کیا۔ کہ اگر تم میرے لئے دنیا میں گھر بناؤ گے تو میں بھی تمہارے لئے آخرت میں گھر بناؤں گا۔" تعمیر مساجد میں حصہ لینے والے احباب اس قدر ایک مستقل جنت بن رہے ہیں۔ آنکھے چندہ دہندگان کی فہرست حسب ذیل ہے:-

فہرست وصولی چندہ مساجد مئی تا دسمبر ۱۹۵۳ء

سابق میزان -۰۰-۱۲-۱۵۷۲ روپے

نمبر	نام	رقم
۱	بابا مولا بخش صاحب قادیان	۲/-/-
۲	محمد احمد صاحب گجراتی "	۱/۸/-
۳	بہادر " " "	۱/-/-
۴	صدیق امیر علی صاحب ہورگی	۱۱/-/-
۵	جماعت احمدیہ پینگاڈی	۱۲/-/-
۶	" " کنانور	۶/۱۲/-
۷	صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان	۸/۷/۶
۸	جماعت احمدیہ حیدرآباد	۴۲/۲/-
۹	" " سکندرآباد	۰۹/۱۴/-
۱۰	سید محمد جعفر صاحب شموگہ	۱۰/-/-
۱۱	جماعت احمدیہ سری پاڈ	۳/۸/-
۱۲	کالے خان صاحب "	۱۲/-/-
۱۳	خلیل الدین صاحب "	۲/-/-
۱۴	اہلیہ بھائیا بہادر خان صاحب قادیان	۱/-/-
۲۵	فاطمہ شکیلہ بیگم صاحبہ ٹیلی چری	۳/-/-
۲۶	مسٹر ایم کنہاموصاحب "	۱/-/-
۲۷	جماعت احمدیہ راٹھ	۱۸/-/-
۲۸	" " یادگیر	۵/-/-
۲۹	عبد الرزاق صاحب گونڈہ	۵/-/-
۳۰	جماعت احمدیہ پاڑی پورہ	۲/۲/-
۳۱	" " شورت	۵/۸/-
۳۲	امۃ الحی بیگم صاحبہ یادگیر	۵/-/-
۳۳	ایس اے سلطان احمد صاحب چک سکی	۴/۱۰/-
۳۴	جماعت احمدیہ سرینگر	-/۴/-
۳۵	عبد الرحمن صاحب آسنور	۵/-/-
۳۶	سہیلہ خاتون صاحبہ بھاگلپور	۵/۵/-
۳۷	شیخ محمد حسین صاحب پنشنر قادیان	۱۰/-/-
۳۸	جماعت احمدیہ قادیان بذریعہ محمد فضل صاحب	۱۱۸/۱۴/۹
۳۹	سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ قادیان	-/۸/-
۴۰	جماعت احمدیہ جمشید پور	۱/۸/-
۴۱	سکندر خان صاحب قادیان	۵/-/-
۴۲	بابا محمد الدین صاحب "	-/۴/-
۴۳	عبد اللطیف صاحب حیدرآباد	۱۸/-/-
۴۴	قریشی محمد یونس صاحب بریلی	۸/۷/۲
۴۵	ڈاکٹر ایم رفیع اللہ صاحب فیض آباد	۱/۸/-

کل میزان ۱۹۵۳ء -۶-۱-۱۹۵۱ روپے

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

"میرے بزرگ"

میرے محترم بزرگ خواجہ عبد السلام صاحب ڈار آف آسنور (کشمیر) مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۵۴ء بوقت ۸ بجے صبح اس دنیا سے چل بسے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم میرے سب سے بڑے ماموں زاد بھائی تھے۔ بہت سیدھے سادھے اور شریف الطبع احمدی تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت وہ قادیان میں موجود تھے اور ان دنوں کے چشم دید حالات نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرماتے۔ اگرچہ پیدائشی احمدی تھے مگر انہی ایام میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دستی بیعت سے بھی مشرف ہوئے۔ ان کی ایک اہلیہ غیر احمدی ہیں۔ مرحوم کبھی کبھی انہیں بھی تبلیغ کرتے اللہ تعالیٰ اُسے بھی اپنے مرحوم خاوند کے نقش قدم پر چلنے اور صداقت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

حضرت امیر المومنین و بزرگان جماعت صحابہ و جملہ درویشان سے مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ محترم امیر صاحب مقامی قادیان نے مرحوم کا نماز جنازہ غائب مورخہ ۱۲/۲/۵۴ کو بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں ادا فرمائی۔ خاکسار طالب دعا عبد الکریم سیکرٹری مال و قائد مجلس خدام الاحمدیہ آسنور کشمیر حال قادیان)

مختصر اور ضروری خبریں

واشنگٹن ۔ ۲۳؍فروری ۔ امریکہ کی وزارت خارجہ کے ترجمان نے بتایا کہ پاکستان کی امریکی فوجی امداد کی درخواست پر نہایت سنجیدگی سے غور کیا جائے گا ۔ سینیٹ کی غیر ملکی تعلقات کی کمیٹی کے چیئرمین مسٹر الیگزینڈر ویلی نے کہا ہے کہ وہ صدر آئزن ہاور کے پاکستان کو فوجی امداد دینے کے فیصلہ سے متفق ہیں گے ۔ ڈیموکریٹ سینیٹر والٹر جارج نے کہا کہ انہوں نے ابھی یہ فیصلہ نہیں کیا کہ وہ پاکستان کو فوجی امداد کی حمایت کریں ۔

نئی دہلی ۔ ۲۳؍فروری ۔ پلاننگ کمیشن کی ریسرچ پروگرام کمیٹی کی حالیہ میٹنگ میں کئی ریسرچ سکیموں کی منظوری دی گئی اور ان سکیموں پر کل ۱۸ لاکھ روپیہ صرف ہوگا ۔

کراچی ۔ ۲۳؍فروری ۔ کل یہاں پاکستان اور امریکہ کے درمیان ایک اور معاہدہ پر دستخط ہوئے ۔ جس کے مطابق امریکہ مغربی پنجاب کے تونسہ بیراج پراجیکٹ کے لئے اس برس پاکستان کو ۳۰ لاکھ ڈالر دے گا ۔ پاکستانی سرکار کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ امریکی امداد ٹیکنیکل خدمات کی شکل میں ہوگی ۔ اس پراجیکٹ پر پاکستان سرکار اس برس سو کروڑ روپیہ خرچ کرے گی ۔

نئی دہلی ۔ ۲۳؍فروری ۔ آج کونسل آف سٹیٹس میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے نائب وزیر خارجہ شری اے ۔ کے چندا نے بتایا کچھ عرصہ سے پرتگیزی حکام گوا میں اپنی فوج کی تعداد اور فوجی طاقت میں اضافہ کر رہے ہیں آپ نے کہا کہ اگر اس سے سرحدی علاقہ کے امن کو خطرہ پیدا ہوا ۔ تو بھارت سرکار اسے روکنے کے لئے ضروری کارروائی کرے گی ۔ آپ نے بتایا کہ گوا کے فوجی حکام کو کسی بھی مکان پر موٹر گاڑی یا کچھ خاص زمرہ کے لوگوں کی خدمات کسی بھی وقت حاصل کر لینے کا اختیار دے دیا گیا ہے ۔

جالندھر ۔ ۲۳؍فروری ۔ آج پانچ بجے شام جالندھر میں زبردست ژالہ باری ہوئی اور اس کے بعد زوردار ہواؤں کے بعد بارش شروع ہو گئی ۔ ژالہ باری اتنی سخت تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے تمام سڑکیں سفید ہو گئیں ۔ اس موقعہ پر ژالہ باری کھڑی فصلوں اور خاص کر چنے کی فصل کے لئے نقصان دہ ہے ۔

نئی دہلی ۔ ۲۳؍فروری ۔ کشمیر کے نائب وزیر صحت مسٹر غلام رسول کی قیادت میں کشمیر سرکار کا جو پارلیمنٹری وفد ان دنوں یہاں آیا ہوا ہے ۔ اس کے ممبران نے کل پنڈت نہرو اور راشٹرپتی رادھا کرشنن سے ملاقات کی ۔ اور ان پر زور دیا کہ پٹھانکوٹ اور جموں کے درمیان جلد از جلد ریل چالو کی جائے ۔ جموں کو پٹھانکوٹ سے بذریعہ ریل ملانے کے لئے بانہال کے قریب سرنگ بنائی جائے گی ۔ پنڈت نہرو اور ڈاکٹر رادھا کرشنن موسم بہار میں کشمیر جا رہے ہیں ۔

کلکتہ ۔ ۲۳؍فروری ۔ ڈاکٹر پی گھوش سکرٹری برانچ پرجا سوشلسٹ پارٹی نے کہا ۔ کہ دھرم کو سیاست سے الگ نہیں کیا جا سکتا ۔ جتنی بھی دھارمک تحریکیں ہیں ۔ در حقیقت وہ سیاسی تحریکیں ہی ہیں ۔ بھارت کی تہذیب روحانیت کی بنیادوں پر قائم ہے ۔ انہوں نے کہا کہ دھرم کے نام پر صرف پاگل اور جنونی ہی لڑتے ہیں دھرم کو صحیح معنوں میں سمجھنے والا دھرم کے نام پر کبھی کسی سے نہیں لڑتا ۔ بلکہ دھرم کو ماننے والا تو سب انسانوں سے محبت اور پریم کرتا ہے ۔

ناگپور ۔ ۲۳؍فروری ۔ بھارت کے چیف جسٹس شری مہر چند مہاجن جو ان دنوں یہاں آئے ہوئے ہیں نے کل بار ایسوسی ایشن کے ممبروں کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا ۔ کہ بھارتی عدالتوں سے انگریزی کے اخراج کا معاملہ سیاسیات سے تعلق رکھتا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ نئی پود کو ہندی میں کام کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی ۔ اس وقت بھی انگریزی کو ثانوی پوزیشن حاصل ہوگی ۔

کراچی ۔ ۲۲؍فروری ۔ پاکستان اور مغربی جرمنی کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ پر دستخط ہو گئے ۔ اس معاہدہ کے تحت پاکستان مغربی جرمنی کو کھالیں ۔ پٹ سن اور کپاس وغیرہ برآمد کرے گا ۔ جبکہ جرمنی سے مشینری وغیرہ پاکستان بھیجی جائے گی ۔

نیویارک ۔ ۲۲؍فروری ۔ ریڈرز ڈائجسٹ کے ایک مقالہ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ اسرائیلی حکام اسرائیل کے قدرتی ذرائع سے فائدہ اٹھانے کے لئے بائیبل سے مدد لے رہے ہیں ۔ بائیبل میں تانبے کی کانوں ، ریگستان میں پانی کے چشموں اور قدیم کاروانی راستوں کا کافی تذکرہ ہے اسرائیلی حکام اس کی مدد سے ان کانوں وغیرہ کی تلاش کر رہے ہیں ۔

کلکتہ ۔ ۱۲؍فروری ۔ آج مغربی بنگال کے ۲۴ ہزار ٹیچروں کی بارہ روزہ ہڑتال ختم ہو گئی ۔ اس امر کا فیصلہ آل بنگال ٹیچرز ایسوسی ایشن کی مجلس عاملہ نے کیا ۔ مجلس عاملہ کی میٹنگ جیل کے اندر ہوئی ۔ جن شرائط پر ہڑتال ختم کی گئی ہے وہ حسب ذیل ہیں ۔

(۱) تمام ان اشخاص کو جنہیں راج بھون کے گیٹ پر دھرنا دیتے ہوئے اور ان لوگوں کو جنہیں سول نافرمانی کرنے اور دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے رہا کر دیا جائے

(۲) ہڑتال میں شریک ہونے والوں کے ساتھ محکمہ جاتی کارروائی نہیں کی جائے گی

(۳) زیادہ تنخواہوں اور روزانہ الاؤنس میں اضافہ کے لئے بات چیت کے واسطے حکومت اور سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ کے دروازے کھلے رہیں گے ۔

ڈاکٹر رائے نے ایسوسی ایشن کی اس شرط کو ماننے سے انکار کر دیا کہ ان تمام اشخاص کو رہا کر دیا جائے جنہیں ٹیچروں کی اسٹرائیک میں شریک ہونے کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا ہے ۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہیں امتناعی نظربندی ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا ہے ۔ ڈاکٹر رائے نے ایسوسی ایشن کی یہ بات بھی نہیں مانی کہ ان لوگوں کو بھی رہا کر دیا جائے ۔ جنہیں تشدد کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے ۔

معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر رائے نے دھرنا مارنے والوں اور دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے والوں کی رہائی کے احکامات جاری کر دیئے ہیں ڈاکٹر رائے نے ٹیچروں کے فیصلہ پر اظہار خوشی کیا ہے ۔

دہلی ۔ ۲۲؍فروری ۔ حکومت ہند نے ایک سکیم منظور کی ہے ۔ جس کے تحت عازمین حج کے جہازوں میں زچگان کے لئے خاص سہولتیں مہیا کی جائیں گی ۔ اور ایک تربیت یافتہ نرس زچگان کی تیمارداری اور خبرگیری کے لئے مقرر کی جائیگی جو جہاز کے میڈیکل افسر کے تحت کام کرے گی ۔

کراچی ۔ ۲۱؍فروری ۔ یہاں کے کارخانہ داروں کا کہنا ہے ۔ کہ سوئی گیس کمپنی کی تشکیل کے بعد مغربی پاکستان کے کارخانوں کو سستا ایندھن مل سکے گا ۔ ۱۲ کروڑ روپے کا یہ پراجیکٹ کراچی ، سندھ ، بلوچستان اور بہاولپور کو گیس سپلائی کر سکے گا ۔

اصل سرمایہ کے ۵۰ فی صدی حصص پاکستان صنعتی ترقی کارپوریشن اور پاکستان کے عوام کی ملکیت ہوں گے ۔ اور بقیہ حصص برما آئیل کمپنی اور کامن ویلتھ ڈیویلپمنٹ فائنانس کمپنی کی ملکیت ہوں گے ۔ عالمی بینک سے بھی پانچ لاکھ پونڈ قرض کی درخواست کی گئی ہے

باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ سوئی گیس کمپنی کی مینیجنگ ایجنٹ برما آئیل کمپنی ہوگی ۔ جس نے گیس کا پتہ چلایا تھا ۔

لاہور ۔ ۲۴؍فروری ۔ کل لاہور میں دونوں پنجابوں کے محکمہ بجلی کے افسروں نے مغربی پنجاب کو مزید ایک سال تک جوگندر نگر کے پاور سٹیشن سے بجلی سپلائی کرنے کے متعلق معاہدہ مکمل کر لیا ہے اس معاہدہ پر یکم اپریل ۱۹۵۵ء سے عملدرآمد شروع ہوگا ۔ اس معاہدہ کی رو سے مغربی پنجاب کو ملنے والی بجلی کی مقدار ۵ ہزار کلوواٹ سے گھٹا کر ۴ ہزار کلوواٹ کر دی گئی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ یہ فیصلہ طے ہو گیا ہے ۔ کہ ۱۹۵۵ء سے بھاکڑا پراجیکٹ سے ملنے والی ۱۰ ہزار کلوواٹ بجلی تین سال کے لئے مغربی پاکستان کو سپلائی کی جائے گی ۔ اور سردیوں کے مہینوں میں بجلی کی سپلائی میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی ۔

واشنگٹن ۔ ۲۴؍فروری ۔ یہاں پنڈت نہرو کی طرف سے اس دلیل کے اعادہ کو نوٹ کیا گیا ہے ۔ کہ امریکی پاکستان فوجی معاہدہ سے مسئلہ کشمیر کا پس منظر بدل جائے گا ۔ جب کشمیر کے سوال پر سیکورٹی کونسل میں بحث ہونے کا کوئی امکان نہیں ۔ وہاں یہ کوشش کی جا رہی ہیں کہ ہند اور پاکستان میں استصواب رائے کے حاکم کے بارے میں کسی چھوٹے ملک کا نمائندہ قبول کرنے پر اتفاق پیدا کیا جائے ۔ اسی سلسلے میں سویڈن یا ناروے کے کسی مدبر کو مقرر کرنے کی تجویز کی جا رہی ہے ۔

امرتسر ۔ ۲۴؍فروری ۔ کل رات ضلع امرتسر میں زبردست بارش ہوئی ۔ جس سے دیہاتی رقبوں میں کھڑی فصلوں کو بھاری نقصان پہنچا ۔ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں کے دوران میں تقریباً ۲ انچ بارش ہوئی ۔ کل رات بجلی بھی فیل ہو گئی ۔ نامہ نگار کا کہنا ہے ۔ کہ کل رات ۹ بجے امرتسر میں بجلی کی زوردار کڑک اور بادلوں کی گرج کے ساتھ زوردار بارش اور خوفناک ژالہ باری نے ایک ہولناک منظر پیش کر دیا ۔ گرتے ہوئے اولوں کی آواز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بمباری ہو رہی ہے ۔ اس ہولناک منظر سے عورتوں اور بچوں کے دل دہل گئے ۔ اور کئی عورتوں اور بچوں نے چیخ و پکار شروع کر دی ۔ بعض اولے تو ایک ایک چھٹانک کے معلوم ہوتے تھے ۔ کئی بوڑھے کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ایسی خوفناک ژالہ باری نہیں دیکھی اس ژالہ باری سے کئی پرندے موت کا شکار ہو گئے ۔